خلافت ابوبکر

کا

تحقیقی جائزہ

مؤلف: آية الله سيد على حسيني ميلاني

نام کتاب   خلافت ابو بکر کا تحقیقی جائزہ

مؤلف   آیت اللہ سید علی حسینی میلانی

ناشر   مرکز حقائق اسلامی

مطبع   وفا

سال اشاعت   ۱۴۳۲ھق بمطابق ۲۰۱۱ء

تعداد   ۱۰۰۰

شابک   ISBN۹۷۸_۶۰۰_۵۳۴۸_۲۴_۸

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

....

مركز حقائق اسلامي

قم/صفائيه/كوچه ٣٤/كوچه ايراني زاده پلاك ٣٣

فون نمبر: ٧٧٣٩٩٦٨_٢٥١_٠٠٩٨

فيكس نمبر: ٧٧٤٠٨٩٥_٢٥١_٠٠٩٨

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ..۱

مقدمہ ۸

حصہ اول

ابوبکر کي خلافت پر اہم ترین دلائل

امامت ابوبکر پر اہلسنت کے اہم استدلال...............۱۵

حصہ دوم

ابوبکر کي افضلیت اور برتري پر اہم دلائل

ابوبکر کي فضیلت پر اہل سنت کے دلائل ۲٤

پہلي دليل: ۲۷
دوسري دليل: ۳۰
تيسري دليل: ۳۲
چوتھي دليل: ۳۳
پانچويں دليل: ۳۵
چھٹي دليل: ۳۶
ساتويں دليل: ۳۷
آٹھويں دليل: ۳۸
نويں دليل: ۳۹
دسويں دليل: ۴۰

حصہ سوم

ابوبکر کي برتري کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

ابوبکر کي افضلیت پر اہل سنت کے دلائل کا ناکافي ہونا
.... ٤٥

پہلي دليل پر تنقيدي جائزہ... ٤٦

دوسري دليل پر تنقيدي جائزہ: ٥٦

تیسري دليل پر تنقيدي جائزہ.. ٦٩

چوتھي دليل پر تنقيدي جائزہ.. ٧٠

پانچویں دليل پر تنقيدي جائزہ ٧٢

چھٹي حديث پر تنقيدي جائزہ.. ٧٣

ان روایات میں قابل توجہ نکات ٨٦

ساتویں دلیل پر تنقیدي جائزه ۹۳

آٹھویں دلیل پر تنقیدي جائزه ۹۷

نویں دلیل پر تنقیدي جائزه ۱۰۰

دسویں دلیل پر تنقیدي جائزه ۱۰۳

چوتھا حصہ

دلیل اجماع پر تنقیدي جائزه

خلافت ابوبکر پر اجماع کي حقیقت ۱۱۱

سعد تفتازاني اس طرح گویا ہیں: ۱۱۵

دلائل امامیہ کے بارے میں تفتازاني کا نظریہ ۱۱۷

تفتازاني کے نظریہ کا ردّ ۱۲۳

خاتمہ سخن ۱۲٤

منابع و مآخذ ۱۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

"الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی ً محمدوآله الطاهرین المعصومین ولعنة الله علی ً اعدائهم اجمعین من الاولین والآخرین"

خدا کا آخری اور سب سے کامل دین حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ؐ کی بعثت کے ذریعہ دنیا والوں کے سامنے پیش ہوا اور رسالت وقانون کو پہنچانے والے انبیاء کی نبوت کا اختتام بھی آپ ہی کی نبوت پر ہوا.

دین اسلام کا ظہور مکہ مکرمہ سے ہوا اور جناب رسول خدا اور ان کے وفا دار ساتھیوں کی تیئیس سالہ زحمتوں اور محنتوں کے بعد پورے جزیرۃ العرب پر چھا گیا.

اس دین الہي کي حفاظت کي باگ ڈور ١٨ ذي الحجہ غدیر خم کے مقام پر علی ؑ الاعلان خدا وند عالم کي طرف سے پیغمبر اکرم □ کے بعد حضرت امیر المومنین علی ؑ کے سپرد ہوئي.

اس دن حضرت علی ؑ کي ولایت وجانشیني کے اعلان کے ساتھ ساتھ خدا کي نعمتیں تمام ہوئیں اور دین خدا کامل ہوا، اس کے بعد خدا کے نزدیك پسندیدہ دین ، دین اسلام بنا اور جب ایسا ہوا تو کفار و مشرکین دین اسلام کو نابود کرنے سے مایوس ہو گئے.

ابھي زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ پیغمبر اکرم □ کے بعض صحابہ نے پہلے سے بنائي ہوئي سازشوں کے تحت رسول خدا □ کي رحلت کے بعد راہ ہدایت ورہبري کو بدل ڈالا

، شہر علم کے دروازہ کو بند کر دیا اور مسلمانوں کو ضلالت وگمراہي کے گرداب میں ڈال دیا.

اُنہوں نے اپني حکومت کے ابتدائي دنوں ہي سے احادیث نبوي□ کي کتابت پر پابندي لگا کر، جعلي ؑ حدیثوں کے گھڑنے کا سلسلہ شروع کر کے ، دین میں شبہات اور دھوکہ دھڑي سے بازار گرم کر دیا ، شیطاني ہتھکنڈوں اور فریب کاریوں کو رواج دیتے ہوئے اسلام کے روز روشن کي طرح واضح حقائق کو شك و تردید کے سیاہ بادلوں کے پیچھے چھپا دیا.

واضح سي بات ہے کہ ان سازشوں اور ہرزہ سرائیوں کے باوجود بھي حقائق اسلام اور حضور اکرم□ کي گُہر بار احادیث، امیر المومنین علي ؑ ۔اور ان کے بعد آنے والے

پيغمبر کے اوصياء اور ان کے وفا دار جاں نثاروں کے ذريعہ تاريخ کے مختلف ادوار ميں بيان ہوتے رہے اور ہر زمانہ ميں کسي نہ کسي طرح لوگوں کے سامنے پيش ہوتے رہے انہوں نے حقائق کو بيان کرتے ہوئے گمراہ لوگوں ، شياطين کے خيالي پروپيگنڈوں اور شبہات کے بارے ميں اسلام کے دشمنوں کو پختہ جواب دے کر حقيقت کو لوگوں کے لئے واضح کر دکھايا.

اس طرح سے ان باوفا لوگوں ميں سے بعض کے نام يہ ہيں :

جيسے شيخ مفيد، سيد مرتضي علم الهدي، خواجہ نصيرالدين شيخ طوسي، علامہ حلي، قاضي نور الله شوشتري ، مير حامد حسين ہندي لکھنوي، علامہ سيد شرف الدين، علامہ شيخ اميني (رحمة الله علىہم) يہ شخصيات نوراني ستاروں کي طرح چمکتي رہيں کيونکہ

یہي شخصيات حقائق اسلامي کے دفاع کي راہوں ميں مذہب و مکتب اہل بيت کے حقائق کو واضح کرنے کے لئے اپنے زبان وقلم سے شبہات کي تحقيق کر کے جواب ديتي رہي ہيں...

دور حاضر کے علماء و محققين جو اپنے تحريري بيانات اور بليغ گفتگو سے دين مبين اسلام کے حقائق کي تبيين اور امير المومنين علی ؑ ـ کي ولايت وامامت کي مقدس حدود کا عالمانہ طريقہ سے دفاع کرنے ميں ہمہ وقت مصروف ہيں ان ميں سے ايک عظيم شخصيت محقق گرانقدر مدافع حريم اہل بيت ؑ حضرت آية الله سيد علی ؑ حسيني ميلاني (مد ظلہ العالي) کي ہے

مركز حقائق اسلامي كو يہ افتخار حاصل ہے كہ اس نے اس عظيم محقق كے قيمتي آثار و كتب كو زندہ ركھنے كو اپنے لائحہ عمل كا حصہ قرار ديا ہے اور تحقيق كے ساتھ معظم لہ كے آثار و ترجمہ كو محققين اور حقائق اسلامي كے تشنگان اور متوالوں كي خدمت ميں پيش كرنے كا ذمہ اپنے دوش پر اُٹھايا ہے.

يہ كتاب جو آپ كي خدمت ميں ہے محقق محترم حضرت آية الله سيد علي حسيني ميلاني (مد ظلہ العالي) كي فارسي كتاب كا اردو زبان ميں ترجمہ ہے تاكہ حقائق اسلام سے لوگوں كو روشناس كرايا جاسكے.

اميد ہے كہ يہ سعي وكوشش حضرت بقية الله الاعظم امام زمانہ عجل الله تعالے فرجہ الشريف كي بارگاہ ميں پسنديدہ

اور آپ (عجل اللہ تعالي فرجہ الشریف)کي خوشنودي کا باعث ہوگي.

مرکز حقائق اسلامي

بسم الله الرحمن الرحيم

"الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على ً محمدوآله الطاهرين المعصومين ولعنة الله على ً اعدائهم اجمعين من الاولين والآخرين"

مقدمہ:

اس سے پہلے جو ہم نے تحقیق پیش کي ہے اس میں قرآن و سنت اور عقل سے امیر المؤمنین کي امامت پر دلائل کو پیش کیا ہے اور ہم اس پوري بحث میں اہل سنت کے نامور علماء علم الکلام کے کلام سے خارج نہیں ہوئے اور امامت کیلئے جن شرائط کو وہ معتبر اور ضروري سمجھتے تھے اس کي پاسداري کي ہے.

اہل سنت ، امامت کو عوام کي طرف سے ایک انتخابي منصب سمجھتے ہیں اسي وجہ سے امام کیلئے بعض شرائط اور

خصوصیات کو ضروري جانتے ہیں تاکہ جس شخص میں یہ شرائط پائي جائیں اسي میں امامت کي صلاحیت پائي جائیگي ہم نے اس تحقیق میں اہل سنت کے نامي گرامي علماء کي کلام کے مطابق انہي شرائط اور خصوصیات کي روشني میں امیرالمؤمنین کي خلافت کو ثابت کیا ہے.

اب ان مطالب کي تکمیل کیلئے ابوبکر کي امامت پر اہل سنت کے دلائل کي تحقیق کرتے ہیں کہ جس طرح ہم امیرالمؤمنین کي امامت پر متعدد دلائل رکھتے ہیں اسي طرح اہلسنت بھي اپنے گمان کے مطابق ابوبکر کي امامت اور خلافت پر بھي دلائل رکھتے ہیں.ہم ان دلائل کي تحقیق و جستجو کریں گے تاکہ علمي معیاروں پر ان کي قدرو قیمت معلوم ہو سکے.

ہم اس تحقيق ميں بحث و مناظرہ کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھيں گے چونکہ واضح سي بات ہے کہ مناظرہ کي بنياد ہي اس بات پر ہوتي ہے کہ ايسے دلائل پيش کئے جائيں کہ جن کو طرفين قبول کر ليں يا مخالف کي دليل کو قبول کر ليا جائے تاکہ اس طرح بالمقابل کو اپني بات تسليم کرنے پر راضي کيا جائے.

ہم اس موضوع ميں اہل سنت کے محققين کي کتب اور کلام کي بنياد پر بحث و مناظرہ کريں گے اور اس کے آداب جيسے کلام ميں متانت اور تعصب سے دوري اختيار کريں گے تاکہ يہ بات واضح و آشکار ہو جائے کہ ابوبکر کي خلافت پر قائم کردہ ان کے دلائل خود ان کے علماء کے نزديک تام اور مکمل نہيں ہيں اور اگر صورت حال ايسي ہو تو پھر ہميں کس طرح مجبور کيا جا سکتا ہے کہ ہم انہيں قبول کريں چونکہ يہ تو وہ دلائل ہيں

کہ جنہیں خود اہل سنت کے بزرگ علماء ہي قبول نہیں کرتے اور نہ ہي ان سے استدلال کرتے ہیں.!!

ہم اس تحقیق میں علم کلام پر لکھي گئي اہل سنت کي مشہور اور اہم ترین کتابوں کا حوالہ دیں گے جیسے مواقف، شرح مواقف اور شرح مقاصد. یہ کتب آٹھویں اور نویں صدي ہجري میں تأ لیف کي گئي ہیں اور مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہیں.اہل سنت کے اساتید فن نے ان پر بہت زیادہ شروحات اور حاشیہ جات لکھے ہیں اگر بطور نمونہ "کشف ظنون "کي طرف مراجعہ کریں کہ اس کے مؤلف نے مندرجہ بالا کتب کے بارے میں کیا کہا ہے. دوسري طرف یہ اہل سنت کي اہم کتب شمار کي جاتي ہیں اور دوسري کتابوں کا محور بھي یہي کتب ہیں اور یہ تمام اہلسنت کے ہاں قابل قبول ہیں وہ ان پر اعتماد اور ان سے استناد کرتے ہیں.

پيش لفظ

سيد على حسيني ميلاني

حصه اول

ابوبكر كي خلافت پر اہم ترين دلائل

امامت ابوبکر پر اہلسنت کے اہم استدلال

اب ہم اہلسنت کي طرف سے خلافت ابوبکر پر پيش کئے گئے اہم دلائل کي تحقيق کرتے ہيں شرح مواقف کا متن کچھ اس طرح سے ہے.

چوتھا مقصد: رسول اللہ ﷺ[1] کے بعد امام بر حق کے بارے ہے ہمارے عقیدے کے مطابق امامت ابو بکر کیلئے مخصوص ہے لیکن شیعہ کے اعتقاد کے مطابق پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد امام بر حق علی ؑ ہیں.

ہم تعین امام کیلئے دو طریقے پیش کرتے ہیں.

۱. رسول اکرم ﷺ کے واضح فرمان میں امام کا معین ہونا.

۲. لوگوں کے اجماع و اتفاق سے امام کا معین ہونا.

[1] اگرچہ اہل سنت کے منابع اور مآخذ میں رسول خدا ﷺ کے اسم گرامی کے بعد ناقص درود لکھا جاتا ہے لیکن ہم آنحضرت کے فرمان کی روشنی میں کامل درود و صلوات لکھیں گے۔

رسول خدا ﷺ کے بعد امام کو تعین کرنے کیلئے خدا اور پیغمبر اسلام کي کوئي واضح کلام موجود نہیں ہے[1] لیکن امت کي جانب سے ابوبکر کے علاوہ کسي اور پر بھي اجماع و اتفاق نہیں پایا جاتا.

امامت کي حقانیت ابوبکر، علی ؑ اور عباس کے اجماع پر تحقق پزیر ہوجاتي ہے.[2]

[1] شرح مواقف کے مصنف اس سلسلہ میں اعتراف کرتے ہیں کہ امامت ابوبکر پر کوئی بھی روایت موجود نہیں ہے اور نہ ہی امامت حضرت علی ؑ پر کوئی روایت موجود ہے

[2] اس کا مقصد یہ ہے کہ امامت کے شبہہ کے محور یہی تین افراد ہیں۔

پھر ان دو افراد (علی ؑ اور عباس) نے خلافت ابوبکر کي مخالفت نہیں کي : لہذا اگر ابوبکر امام برحق نہ ہوتے تو یقینا یہ لوگ ان کي مخالفت کرتے لہذا اجماع کے ذریعے ابوبکر کي خلافت ثابت اور کامل ہو جاتي ہے.[1]

اس استدلال میں اعتراف کیا گیا ہے کہ ابوبکر کي خلافت و امامت پر پیغمبر اکرم کي کوئي واضح کلام موجود نہیں ہے. چنانچہ ابوبکر کي امامت پر پہلي دلیل ، مندرجہ بالا اجماع ہے اور اس سلسلہ میں رسول اکرم کي کوئي واضح روایت موجود نہیں ہے.

---

[1] شرح مواقف ۳۵٤/۸

"شرح مقاصد" کے مصنف اپني کتاب کے تیسرے حصہ میں ثبوت امامت اور خلافت کے بارے میں کہتے ہیں :

"امام ، رسول اکرم کے واضح کلام یا امت کے انتخاب سے معین ہوتا ہے.[1]

ابوبکر کے بارے میں پیغمبر اکرم کا کوئي واضح کلام موجود نہیں ہے لیکن وہ لوگوں کے اتفاق و اجماع سے منصوب کئے گئے ہیں.[2]

---

[1] یہ بات قابل توجہ ہے کہ "مواقف" کے مصنف کے نزدیك دلیل امامت ، اجماع ہے جبکہ "مقاصد" کے شارح کے یہاں اختیار امت ہے ان دو کلمات کے معانی متفاوت ہیں آگے چل کر ان کی وضاحت کی جائے گی.

[2] شرح المقاصد ۲۵۵/۵

پس واضح ہو گیا کہ امامت ابوبکر کے بارے میں رسول خدا کي کوئي واضح کلام موجود نہیں ہے بلکہ ان کي خلافت پر تنہا دلیل امت کا اتفاق و اجماع ہے.

تیسرا طریقہ اہلسنت جو اس بارے میں پیش کرتے ہیں وہ افضلیت ہے. لہذا جس طرح ہم افضلیت کے بارے میں بحث کرتے ہیں اس طرح وہ بھي بحث کرتے ہیں لیکن اس مقام پر اہلسنت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے. بعض سند امامت کیلئے افضلیت کو شرط جانتے ہیں اور بعض اس نظریہ کے قائل نہیں ہیں.

بنا بر این جو امام کي افضلیت کے بارے میں انکار کرتے ہیں وہ ابوبکر کے افضل اور برتر ہونے کا اصرار نہیں کرتے ہیں جیسے فضل بن روز بهان ، لیکن جو علماء امام کیلئے افضلیت کو معتبر شرط کے طور پر جانتے ہیں وہ

مجبوراً ابوبکر کي افضليت اور برتر ہونے کو ثابت کرتے ہيں چونکہ وہ اسي وجہ سے ابوبکر کي امامت کے قائل ہيں.

من جملہ محققين ميں سے جو افضليت کو امامت کيلئے شرط جانتے ہيں ان ميں سے ايك ابن تيميہ ہے.اسي وجہ سے ان کا اس بات پر اصرار ہے کہ ابوبکر تمام اصحاب سے افضل اور برتر ہيں اوراس کے مقابلے ميں علماء اماميہ جو امام علی ؑ کي افضليت و برتري پر استدلال کرتے ہيں اس کي تکذيب کرتے ہيں.

حصہ دوم

ابوبکرکي افضليت اور برتري پر اہم دلائل

ابوبکر کي فضيلت پر اہل سنت کے دلائل

کتاب مواقف اور شرح مواقف ميں کچھ يوں ذکر ہوا ہے.

پانچواں مقصد اس مقصد ميں ہم رسول خدا □ کے بعد افضل ترين شخص کے بارے ميں بحث کريں گے.

ہم اور بہت سارےمتقدمین علماء معتزلہ, ابوبکر کو افضل جانتے ہیں اور شیعہ اور بہت سارے علماء متأ خرین معتزلہ, حضرت علیؑ کو پیغمبر اکرم ؐ کے بعد افضل سمجھتے ہیں.[1]

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس سے یہ واضح و عیاں ہو جاتا ہے کہ ابوبکر کي امامت اور خلافت پر اہل سنت نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ اجماع اور افضلیت ہیں. البتہ اگر افضلیت کو وہ معتبر جانیں اور ابوبکر کي امامت پر کوئي بھي حدیث اور دستور پیغمبر اکرم ؐ نہ رکھتے ہوں .

[1] شرح مواقف. ۳٦٥/۸

ہم امیر المؤمنین کي امامت کو تینوں طریقوں (رسول خدا کي واضح نص، اجماع اورا فضیلت) سے ثابت کرتے ہیں لیکن ہم یہاں اس بحث سے صرف نظر کرتے ہیں.

علمائے اہل سنت اعتراف کرتے ہیں کہ رسول اکرم کي کوئي بھي حدیث اور واضح کلام ابوبکر کي امامت پر موجود نہیں ہے لہذا ابوبکر کي امامت کو ثابت کرنے کیلئے فقط دو طریقے ، افضلیت اور اجماع باقي رہ جاتے ہیں.

وہ ابوبکر کي افضلیت کیلئے جو دلائل پیش کرتے ہیں اب ہم ان کي تحقیق کرتے ہیں.

پہلي دليل:

پہلي دليل جس سے ابوبکر کي برتري اور فضيلت کيلئے استدلال کيا گيا ہے وہ قرآن مجيد کي ؟يہ آيت ہے جس ميں ارشاد خداوندي ہے

" وسيجنّبهاالاہ تقىٰ اّلذى يؤتى ماله يتزكّىٰ وما لاہ حد عنده من نعمة تجزى "[1]

ترجمہ: "اورعنقريب صاحب تقوي کو اس سے(بھڑکتي ہوئي آگ سے) محفوظ رکھا جائے گا جو اپنے مال کو دے

---

[1] (۲)سورہ ليل.آيات، ۱۷,۱۹

کر پاکیزگي کا اہتمام کرتا ہے جبکہ اس کے پاس کسي کا کوئي احسان نہیں ہے جس کي جزا دي جائے".

شرح مواقف کے مصنف کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین اور محققین کا یہ نظریہ ہے کہ یہ آیۂ مبارکہ ابوبکر کي شان میں نازل ہوئي ہے چونکہ وہ سب سے زیادہ متقي اور پرہیزگار تھے اور جو تقوي میں سب سے آگے ہو وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے اس لئے خداوند عالم فرماتا ہے:

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"[1]

---

[1] سورۂ حجرات آیہ ۱۳

بیشك خدا کے نزدیك عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقي و پرہیزگار ہو.

اس لئے ابوبکر، خدا کے نزدیك افضل ترین لوگوں میں سے ہیں.

دوسري طرف کوئي شك و شبہ نہیں کہ جو شخص خدا کے نزدیك زیادہ مقرّب اور با فضیلت ہو ایسے شخص کو رسول خدا ﷺ کے بعد لوگوں کا امام و پیشوا ہونا چاہئے اور یہ ایسا مطلب ہے کہ جس میں کوئي اشکال نہیں ہے لہذا ابوبکر تمام اصحاب سے افضل ہیں اور جو شخص تمام امت میں

فضیلت اور برتري رکھتا ہو وہي پیغمبر اکرم کے بعد خلافت کیلئے معین ہے.[1]

دوسري دلیل:

ابوبکر کي فضیلت و برتري کیلئے جو دوسري دلیل پیش کي جاتي ہے وہ رسول اکرم کي وہ حدیث ہے کہ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

" اقتدو باللذین من بعدی ابو بکر و عمر "[2]

"میرے بعد ابوبکر و عمر کي اقتدا کرنا"

---

[1]شرح المواقف ۳۶۵/۸

[2]مسند احمد ۳۸۲/۵-۳۸۵، صحیح ترمذی ۵۷۲/۵، مستدرک حاکم ۷۵/۳

لفظ "اقتدوا" فعل امر ہے. پیغمبر اکرم کي طرف سے تمام مسلمانوں کو خطاب ہے اور اس میں علی ؑ بھي شامل ہے لہذا انہیں بھي ابوبکر و عمر کي اقتدا اور پیروي کرني چاہئے چنانچہ علی ؑ پر واجب و ضروري ہے کہ ان دونوں کي اقتدا کریں اور جس کي دوسرے لوگ اقتدا کریں وہي امام اور پیشوا ہے.

اہل سنت نے اس حدیث نبوي کو اپني کتابوں میں نقل کیا ہے اس لئے پیغمبر اکرم کي یہ حدیث ابوبکر کي خلافت پر دلیل ہو گي اور عمر کي خلافت ابوبکر کي خلافت پر موقوف ہے اگر ابوبکر کي خلافت ثابت ہو جائے تو عمر کي خلافت بھي ثابت ہو جائے گي اگرچہ ابھي ہم عمر کي خلافت کے متعلق تحقیق و تنقید نہیں کریں گے.

تيسري دليل:

ابوبكر كي فضيلت اور برتري كيلئے تيسري دليل وه حديث ہے جو آنحضرت سے منقول ہے كہ آپ نے ابو الدرداء سے فرمايا:

" والله ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبيين والمرسلين على ٍ رجل افضل من ابى بكر"[1]

خدا كي قسم! انبياء اور رسولوں كے بعد سورج نے ابوبكر سے بہتر كسي شخص پر طلوع و غروب نہيں كيا ہے.

در حقيقت اس حديث ميں ابوبكر كي امامت پر واضح و روشن طور پر تاكيد كي گئي ہے اور اس حديث كي رو

[1] كنز العمال ١١/٥٥٧، تاريخ بغداد ١٢/٤٣٣، تاريخ مدينة دمشق ٣٠/٢٠٨

سے ابوبکر، علی ؑ سے افضل اور برتر ہوں گے اور عقل بھي معمولي انسان کو صاحب فضیلت پر مقدم کرنا یا صاحب فضل کو اس سے زیادہ با فضیلت انسان پر مقدم کرنے کو صحیح جانتي ہے لہذا رسول خدا کے بعد صرف خلیفہٴ برحق ابوبکر ہیں.

چوتھي دلیل:

چوتھي دلیل وہ روایت ہے کہ جو پیغمبر اکرم نے ابو بکر و عمر کے بارے میں بیان کي ہے. آنحضرت نے فرمایا:

هما سيدا كهول اهل الجنة ما خلا النبيين و المرسلين"[1]

"پیغمبروں اور رسولوں کے علاوہ ابوبکر و عمر بہشت میں بوڑھوں کے سردار ہیں"

جو شخص کسي قوم کا آقا و سردار ہو وہ ان کا امام و پيشوا بھي ہو گا يعني دوسرے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ان کي پيروي کریں اور علی ؑ بھي چونکہ اسي قوم کے ايك فرد تھے لہذا انہیں بھي چاہئے کہ ابوبکر و عمر کي اتباع کریں چونکہ وہ جنت میں بوڑھوں کے آقا و سردار ہیں

[1] تاریخ مدینۃ دمشق ۱۷۱/۳، سنن ترمذی ۲۷۲/۵، المصنف ۴۷۳/۷

پانچویں دلیل:

پانچویں دلیل رسول خدا کي يہ حديث ہے کہ آپ نے فرمایا:

" ما ینبغی لقوم فیھم ابوبکر اٴن یتقدم علی ہ غیرہ " [1]

جس قوم کے درمیان ابوبکر ہوں ان کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان پر مقدم ہوں.

لہذا کسي کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ابوبکر سے مقدم سمجھے اور يہ حکم علی ؑ کو بھي شامل ہے. چنانچہ علی ؑ کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوبکر سے

[1] سنن ترمذی ۲۷۶/۵، الکامل ۲۴۰/۵

مقدم ہوں اور کسي کو يہ کہنے کا حق نہيں ہے کہ علی ؑ ، ابوبکر سے مقدم ہيں کيونکہ ايسا کرنے سے رسول خدا کي مخالفت ہوگي.

چھٹي دليل:

چھٹي دليل پيغمبر اکرم کا وہ سلوک ہے جو آپ نے ابوبکر کے بارے ميں انجام ديا ہے کہ آنحضرت نے نماز جماعت ميں (کہ جو بہترين عبادت ہے) ابوبکر کو مقدم کيا ہے چونکہ ابوبکر نے پيغمبر اکرم کي بيماري کے زمانہ ميں لوگوں کو نماز جماعت پڑھائي اور جو نماز ابوبکر نے ان شرائط ميں اقامہ کي (بنا بر اينکہ جو روايت نقل کي گئي ہے) وہ پيغمبر اکرم کا دستور و حکم تھا لہذا اگر کوئي شخص پيغمبر اکرم کي جگہ نماز پڑھائے اور

آپ کے حکم سے مسلمانوں کیلئے نماز اقامہ کرے تو اس میں یہ صلاحیت پائي جاتي ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھي مسلمانوں کي امامت اور رہبري کرے.

ساتویں دلیل:

ساتویں دلیل وہ حدیث ہے کہ پیغمبر گرامي اسلام ﷺ نے شیخین کے بارے میں ارشاد فرمائي

" خير امتى ابو بكر ثم عمر "[1]

"میري امت میں بہترین شخص ابوبکر پھر عمر ہیں"

اس حدیث کو اہل سنت نے اپني کتابوں میں نقل کیا ہے

---

[1] تاریخ مدینۃ دمشق ۳۷٦/۳۰

آٹھویں دلیل:

آٹھویں دلیل رسول خدا کي یہ حدیث جو آپ نے ابو بکر کي دوستي کے بارے میں بیان کي ہے کہ آپ نے فرمایا:

" لو كنت متخذاً خليلاً دون ربّي لاتّخذت ابو بكر خليلاً "[1]

اگر میں اپنے پروردگار کے بعد کسي کو دوست انتخاب کرتا تو ابوبکر کو بعنوان دوست منتخب کرتا.

[1] مسند احمد ۴۱۲/۱، ۴۳۲، ۴۳۹ اور ۴/۴ اور ۵، صحیح بخاری ۱۹۱/۴، صحیح مسلم ۱۰۸/۷ ۱۰۹۔

نویں دلیل:

نویں دلیل آپ کي یہ حدیث جو آنحضرت نے ابوبکر کے سامنے بیان کي جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

" و اٴین مثل ابی بکر کذّبنی النّاس و صدّقنی واٴ من بی و زوّ جنی ابنته و جهّزني بماله و واسانی بنفسه و جاهد معی ساعة الخوف "[1]

ابوبکر جیسا کون ہو سکتا ہے کہ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میري تصدیق کي اور مجھ پر ایمان لایا اور اپني بیٹي کا عقد میرے ساتھ کیا اور جان و مال سے میري

[1] تاریخ مدینة دمشق ۳۰/۱۱۵، ۱۱۰

مدد و نصرت كي اور تنہائي و خوف کے وقت میرے ساتھ جہاد کیا.

دسویں دلیل:

دسویں دلیل حضرت علیؑ کا یہ قول ہے جس میں آپ نے فرمایا:

" خیرالناس بعد النبیین ابو بکر ثم عمر ثم الله اعلم"[1]

انبیاء کے بعد لوگوں میں سے بہترین ابوبکر پھر عمر اس کے بعد خداوند عالم سب سے بہتر جانتا ہے.!![1]

[1] کنزالعمال ۸/۱۳، تاریخ مدینۃ دمشق ۳۵۱/۳۰،

کنزالعمال ۸/۱۳، تاریخ مدینۃ دمشق ۳۵۱/۳۰،

جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے یہ وہ دلائل ہیں جو اہل سنت ابوبکر کي افضلیت اور برتري کیلئے پیش کرتے ہیں اور یہ دلائل اہل سنت کے معتبر منابع اور ماٴخذ من جملہ کتب فخر رازي اور الصواعق المحرقہ ، شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرہ میں ذکر کئے گئے ہیں.

جو دلائل ذکر کیے گئے ہیں وہ اہل سنت کي بہت ساري قدیمي اور عہد حاضر کي کتب میں موجود ہیں.

علمائے معتزلہ متقدمین بھي ان دلائل کے ذریعہ اشاعرہ کے ساتھ متفق ہیں لیکن علمائے معتزلہ متاٴ خرین

[1] واضح رہے کہ اہل سنت کے ماٴخذ میں جس عبارت میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہے وہاں پر ہم نے (!!) کی علامت لگائی ہے.

ابوبکر کي افضليت و برتري کے قائل نہیں ہیں. بلکہ وہ علی ؑ کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ اس وقت کي مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ امامت و خلافت میں ابوبکر کو حضرت علی ؑ پر مقدم کیا جائے.

حصه سوم

ابوبکر کي برتري کے

سلسلہ میں

پیش کئے گئے دلائل

ابو بکر کي افضليت پر اہل سنت کے دلائل کا ناکافي ہونا

جو کچھ بيان ہو چکا ہے وہ ابو بکر کي افضليت پر اہل سنت کے دلائل تھے اگر کوئي سوال کرے کہ جو دلائل بيان کيے گئے ہيں ان ميں سے اہم ترين دليل کونسي ہے؟ تو ہم اس کے جواب ميں کہيں گے کہ جو دس دلائل ذکر ہوئے ہيں ان ميں سے دو دليليں يعني ابو بکر کا لوگوں کو نماز پڑھانا اور حديث اقتدا ہے.

" اقتدوا باللذين من بعدی ابی بکر و عمر "

حصہ سوم: ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

"میرے بعد ابوبکر و عمر کي پیروي کرنا"

یہ دلائل ان تمام دلائل سے اہم ترین ہیں لیکن ہم ہر ایک دلیل کے بارے میں علمائے اہل سنت کے نظریات و روایات کے مطابق تحقیق کریں گے.

پہلي دلیل پر تنقیدي جائزہ

پہلي دلیل خداوند عالم کے کلام سے پیش کي گئي ہے کہ جس میں ارشاد الہي ہے

" وسيجنّبهاالاٴ تقىٰ اّلذى يؤتى ماله يتزكّىٰ وما لاٴحد عنده من نعمة تجزى ".[1]

ترجمہ: "اورعنقریب صاحب تقوی کو اس سے(بھڑکتي ہوئي آگ سے) محفوظ رکھا جائے گا جو اپنے مال کو دے کر پاکیزگي کا اہتمام کرتا ہے جبکہ اس کے پاس کسي کا کوئي احسان نہیں ہے جس کي جزا دي جائے".

یہ ایك قرآني آیت ہے .ہم نے اپني گذشتہ ابحاث میں جو آیات حضرت امیرالمؤمنین کي امامت سے مربوط تھیں ان میں اسے ذکر کیا ہے .اس آیہٴ مبارکہ کي دلالت امیرالمؤمنین کي امامت پر موقوف ہے اور ہم معتبر دلائل

[1] سورہٴ لیل آیات ۱۷_۱۹

سے ثابت کریں گے کہ یہ آیت امیرالمؤمنین کي شان و منزلت میں نازل ہوئي ہے ورنہ یہ آیت کریمہ بھي دوسري آیات کي طرح ہے کہ جس میں حضرت علیؑ کانام ذکر کیا گیا ہے اور نہ ہي کسي دوسرے شخص کا.

لہذا اس آیت کا استدلال چند مقدمات پر موقوف ہے تاکہ ابوبکر کي خلافت و امامت پر دلالت کرے

الف : ابوبکر کي امامت پر اس آیت کا استدلال اس بات پر موقوف ہے کہ وہ تمام دلائل جو امیرالمؤمنین کے معصوم ہونے پر قائم کیے گئے ہیں ان کا معتبر ہونا ساقط ہو جائے چونکہ معصوم ہستي خداوند سبحان کے نزدیك عزت والي ہے اس شخص کي نسبت جو اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرے اس لئے کہ اگر یہ آیت مبارکہ ابوبکر کي شان میں

نازل ہوئي ہو تو اس کا استدلال اس بات پر موقوف ہے کہ علمائے امامیہ جو دلائل حضرت علی ؑ کي عصمت پر لائے ہیں ان کو باطل کر دیا جائے ورنہ اگر کسي ایک دلیل کے ذریعہ بھي ثابت ہو جائے کہ خداوند عالم کے یہاں علی ؑ کا مقام و منزلت سب سے زیادہ ہے تو اس آیۂ مبارکہ سے ابوبکر کي امامت و خلافت کا استدلال خود بخود باطل ہو جائے گا.

ب : اس آیت سے خداوند کے ہاں ابوبکر کے مقرب ہونے کا استدلال اس وقت کامل ہو گا کہ جب وہ دلائل جو حضرت علی ؑ کي افضلیت کے بارے میں لائے گئے ہیں وہ نارسا ہوں اور اگر وہ دلائل صحیح اور کامل ہوں تو اس آیۂ مبارکہ میں موجود ابوبکر کي افضلیت سے متصادم ہوں

گے تو نتیجۃً ہر دو حجت ہوں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ کي وجہ سے ساقط ہو جائیں گے لہذا یہ آیت ابوبکر کي امامت پر دلالت نہیں کرتي البتہ جن دلائل سے استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح اور اس آیت کے ساتھ جو احادیث مربوط ہیں وہ بھي حجت رکھتي ہوں.

تاریخ کے کچھ ایسے آشکار حقائق ہیں کہ جن کے اثبات کیلئے کسي استدلال اور دلیل کي ضرورت نہیں ہے مثلاً علی ؑ کبھي کسي بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوئے لیکن ابوبکر بتوں کو سجدہ کرتے رہے اور اسي وجہ سے اہل سنت جب بھي حضرت علی ؑ کا نام لیتے ہیں تو کرم اللہ وجھہ کہتے ہیں (یعني یہ وہ چہرہ ہے جسے خداوند

نے عزت بخشي ہے)اور یہ بات خود تقاضا کرتي ہے کہ علی ؑ، خداوند کے ہاں عزت و احترام کے حامل ہیں.

ج :اس آیت کا استدلال اس بات پر موقوف ہے کہ آیت مبارکہ یقیني طور پر ابوبکر کي شان میں نازل ہوئي ہو جبکہ مفسرین کے درمیان اس آیت کي تفسیر میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے متعلق تین نظریات ذکر کیے گئے ہیں.

پہلا نظریہ : آیت کریمہ تمام مؤمنین کیلئے ہے اور کسي ایك مؤمن کے ساتھ مخصوص نہیں ہے.

دوسرا نظریہ : یہ آیت مبارکہ کھجور کے درخت کے مالك ابودحداح کے بارے میں نازل ہوئي ہے جیسا کہ تفسیر در

المنثور میں ذکر ہوا ہے اور اس کا ابوبکر کي امامت و خلافت کے ساتھ کوئي تعلق نہیں ہے.

تیسرا نظریہ : آیت مبارکہ ابوبکر کي شان میں نازل ہوئي ہے.

بنا بر این تین نظریات میں سے ایک نظریہ یہ ہے کہ ممکن ہے آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئي ہو اور یہ نظریہ بھي اس بات پر موقوف ہے کہ اس روایت کي سند صحیح ہو اور اگر سند صحیح نہیں ہے تو پھر اس آیت مبارکہ سے ابوبکر کي امامت کے بارے میں استدلال باطل ہو جائے گا.

اب ہم آپ کو اس روایت کي سند اور اس کے ضعیف ہونے کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں.

اس روایت کو طبراني نقل کرتے ہیں اور حافظ هیثمي "مجمع الزوائد" میں طبراني سے نقل کے بعد کہتے ہیں:
"اس روایت کي سند میں مصعب بن ثابت ہے اور وہ نقل حدیث میں ضعیف ہے".[1]
لہذا تیسرا نظریہ (کہ یہ آیت ابوبکر کي شان میں نازل ہوئي ہے) اس روایت پر موقوف تھا اور اب جب اس روایت کا ضعیف ہونا ثابت ہو گیا تو یہ نظریہ بھي خود بخود باطل ہو جائے گا.

[1] مجمع الزوائد ۹/۵۰

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

دوسري طرف مصعب اور اولاد زبیر جیسا کہ مفصل کتابوں میں ذکر ہوا ہے کہ یہ لوگ اہلبیت سے منحرف تھے، یحیي بن معین ، احمد بن حنبل اور ابو حاتم ، مصعب کو ضعیف راویوں میں شمار کرتے ہیں.

نسائي اس کے بارے میں کہتے ہیں "مصعب نقل حدیث کے معاملہ میں قوي نہیں ہے البتہ دوسرے دانشوروں نے بھي ان کے متعلق گفتگو کي ہے.[1]

اب کس طرح اس آیہٴ مبارکہ سے ابوبکر کي افضلیت اوران کے مقرب ہونے کا استدلال کیا جا سکتا ہے ؟ جبکہ

---

[1] تھذیب التھذیب ١٤٤/١٠

علمائے اہل سنت کي تفاسیر میں تین مختلف نظریات پائے جاتے ہیں دوسرا جو کہتے ہیں کہ آیت ابوبکر کي شان میں نازل ہوئي ہے وہ بھي ضعیف روایت سے استدلال کیا گیا ہے۔

مزید یہ کہ پھر ہم تکرار کرتے ہیں کہ یہ استدلال اس آیت پر موقوف ہے جب علمائے امامیہ کے حضرت امیرالمؤمنین کي امامت، فضیلت اور برتري کے لئے دلائل کافي نہ ہوں۔

دوسري دليل پر تنقيدي جائزہ :

اہل سنت كي دوسري دليل پيغمبر اكرم كي حديث ہے كہ جس ميں آپ نے ارشاد فرمايا

" اقتدو اباللذين من بعدى ابى بكر و عمر "

ميرے بعد ابوبكر و عمر كي اقتدا كرنا.

يہ حديث بہترين دلائل ميں سے ہے كہ جسے اہل سنت ابوبكر و عمر كي امامت و خلافت كيلئے پيش كرتے ہيں .كلامي و اصولي كتب ميں اس سے استدلال كرتے ہيں كہ وہ اس حديث كے ذريعہ ابوبكر و عمر كے ہر كام ميں اتفاق نظر كو حجت جانتے ہيں اور اس حديث كا سہارا ليتے ہوئے شيخين كي سيرت و روش كو حجت ثابت كرتے ہيں لہذا يہ

حدیث خاص توجہ کي حامل ہے چونکہ اس کو احمد بن حنبل نے مسند میں ، ترمذي نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے.[1]

اس لئے یہ حدیث معتبر اور مشہور کتابوں میں ذکر ہوئي ہے اور اہل سنت مختلف ابحاث میں اس سے استدلال کرتے ہیں

.

ہم آپ کو یاد دہاني کراتے ہیں کہ اگر کوئي انصاف پسند محقق اس حدیث کي اسناد و طرق کي تحقیق کرے اور بڑے غور و فکر سے اہل سنت کے علماء کے نظریات کو

[1] مسند احمد ۳۸۲/۵-۳۸۵، صحیح ترمذی ۵۷۲/۵، مستدرک حاکم ۷۵/۳

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے میں جستجو کرے تو ملاحظہ کرے گا کہ اس حدیث کے تمام روات ضعیف ہیں.
یہ مطلب اس قدر واضح و آشکار ہے کہ اہل سنت کے نامور علماء نے بھي اس حدیث کے بہت سارے روات کو ضعیف شمار کیا ہے اور علماء رجال نے جرح و تعدیل کي اقسام میں ان کي کمزوریوں کو بیان کیا ہے.
ہم تحقیق کي راہ ہموار کرنے اور محققین کي آساني کیلئے اس حدیث کے روات کے بارے میں اہل سنت کے نظریات کو بیان کرتے ہیں.

منادي اپني کتاب "فيض القدير في شرح جامع الصغير"[1] ميں اس حديث کي تشريح ميں کہتي ہيں کہ

"ابو حاتم اس حديث کو قبول نہيں کرتے اور اس کو ناقص شمار کرتے ہوئے کہتے ہيں کہ بزّار، ابن حزم کي طرح اس حديث کو صحيح نہيں جانتے ہيں.[2]

---

[1] اس سے قبل بھی ہم کہ چکے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد کی تحقیق کیلئے ہم ان منابع و مآخذ کی طرف رجوع کریں کہ جن میں اس کی تشریح اور وضاحت بیان کی گئی ہے اور اس طرح اس حدیث کی شرح میں لکھی گئی کتب جیسے کہ المرقات، فیض القدیر، شروح الشفاء قاضی عیاض وغیرہ کی طرف بھی رجوع کریں

[2] فیض القدیر ۵۶/۲

اس نقل کے مطابق اہل سنت کے تین نامور علماء یعني ابو حاتم، ابوبکر بزّار اور ابن حزم اندلسي اس حدیث کو رد کرتے ہیں. دوسري طرف ترمذي نے اس حدیث کو اپني کتاب میں بہترین طرق و اسناد سے نقل کیا ہے اور وہ بڑي صراحت کے ساتھ اس حدیث کے راویوں کو ضعیف شمار کرتے ہیں.[1]

اگر آپ ابن جعفر عقیلي کي کتاب "الضعفاء الکبیر" کي طرف رجوع کریں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اپنے خیالات کا کچھ یوں اظہار کرتے ہیں،

[1] صحیح ترمذی ۵/۵۷۲

" اس حدیث کا انکار ہوا ہے اور اس کي کوئي اصل و اساس نہیں ہے".[1]

میزان الاعتدال کے مؤلف ذهبي ، ابوبکر نقاش سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اس حدیث کي کوئي اہمیت نہیں ہے"[2]

دار قطني کہ جنہوں نے چوتھي صدي ہجري میں اپنے آپ کو امیر المؤمنین سے ملقب کیا ہے ، اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ "یہ حدیث ثابت نہیں ہے".[3]

---

[1] الضعفاء الکبیر ٩٥/٤

[2] میزان الاعتدال ١٤٢/١

[3] لسان المیزان ٢٣٧/٥

علامہ عبري فرغاني (متوفي ۷٤۲ ھ) نے منهاج بيضاوي پر جو شرح لکھي ہے کہتے ہیں کہ "یہ حديث من گھڑت اور جعلي ہے".[۱]

حافظ ذهبي "ميزان الاعتدال" میں مختلف مقامات پر اس حديث کو نقل کرتے ہیں ليکن اس کي تکذيب کرتے ہوئے اسے باطل کہتے ہیں.[۲]

جب آپ مستدرک کي تلخيص کي طرف رجوع کریں گے تو آپ ملاحظہ کریں گے کہ "حاکم" اس حديث کو نقل

[۱] شرح المنهاج خطی نسخہ

[۲] ميزان الاعتدال ۱٤۱/۱، ۱۰۵اور ٦۱۰/٤۳

کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں کوئي شك نہیں کہ اس حدیث کي سند کي کوئي اہمیت نہیں.[1]

محدث هیثمي " مجمع الزوائد " میں اس حدیث کو طبراني کے طریق سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس حدیث کي سند میں بعض ایسے روات ہیں کہ جن کو میں نہیں جانتا.[2]

ابن حجر عسقلاني اور شیخ الاسلام بھي "لسان المیزان" میں متعدد موارد میں اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں اور ہر بار اس حدیث پر بطلان کا حکم لگایا ہے.[3]

---

[1] تلخیص مستدرک ۷۵/۳

[2] مجمع الزوائد ۵۳/۹

[3] لسان المیزان ۲۷۲/۱، ۱۸۸ اور ۲۳۷/۵

اسي طرح دسويں صدي ہجري کے علماء جيسے شيخ الاسلام هروي اپني كتاب "الدر النضيد من مجموعة الحفيد" ميں کہتے ہيں کہ يہ حديث جعلي ً اور من گھڑت ہے.[1]

ابن درويش حوت بھي "أسني المطالب في احاديث مختلفة المراتب " ميں اس حديث کو لائے ہيں اور اس حديث کے ضعيف و باطل ہونے کے بارے ميں علماء کے نظريات کو ذکر کيا ہے.[2]

---

[1] الدرر النضيد من مجموعة الحفيد ۹۷

[2] أسنى المطالب فى احاديث مختلفة المراتب ۴۸

قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ حافظ ابن حزم اندلسي اس حدیث کے استدلال میں ایك اہم بات نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ : "اگر تدلیس یا مسئلے کے بیان تك دشمنوں کي رسائي ہو جاتي تو وہ خوشي سے اڑنے لگتے یا ناراحتي سے ساکت اور مبہوت ہو کر رہ جاتے کہ بیان کرنے کو جائز سمجھتے تو یقینا ہم اس منقول شدہ روایت کہ جس میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ " میرے بعد ان دونوں یعني ابوبکر و عمر کي اتباع کرو " سے استدلال کرتے ،

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور خداوند عالم ہمیں اس چیز سے استدلال کرنے سے محفوظ رکھے جو صحیح نہ ہو.[1] لہذا جو کچھ کہا گیا ہے اس حدیث سے امامت کي بحث کیلئے استدلال کرنا سزاوار نہیں ہے چاہے وہ امامیہ ہو ںیا اہل سنت ، یہاں تک کہ اگر ہم بھي امیرالمؤمنین کي امامت کیلئے ایسي حدیث جس سے عمومي محققین نے رد کیا ہو اور اسے باطل جانتے ہوں استدلال نہیں کر سکتے اور اہل سنت کیلئے بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے بلکہ ہم کسي بھي مقام پر اس قسم کي حدیث سے استدلال نہیں کر

[1] الفصل فی الاھواء والملل والنحل ۸۸/٤

سکتے ہیں اگرچہ بعض اہل سنت جانتے ہیں کہ یہ حدیث غیر معتبر اور اس کي کوئي اہمیت نہیں ہے لیکن جب وہ اس حدیث کي دلالت و معني کو ابوبکر کي امامت و خلافت کي اثبات کیلئے مفید دیکھتے ہیں تو اسکي طرف جھوٹي نسبت دیتے ہیں.

نمونہ کے طور پر قاري (شرح الفقہ الاکبر الي صحیحي البخاري والمسلم) میں اس حدیث کو صحیح بخاري اور صحیح مسلم کي طرف نسبت دیتے ہیں جبکہ یہ حدیث ان دو کتابوں میں موجود نہیں ہے اگرچہ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے لیکن یہ گروہ اس بات سے غافل ہے کہ آخر ایك دن محققین ان کي کتب کي طرف رجوع کر کے اس بات کي تحقیق کریں گے.

دوسري طرف يہ كيسے ممكن ہے كہ رسول اكرم ابوبكر و عمر كي اتباع كرنے كا لوگوں كو حكم ديں، جبكہ يہ دونوں حضرات بہت زيادہ مقامات ميں اختلاف نظر ركھتے ہيں.

شيخين (ابوبكر و عمر) كے مابين اختلافات كي صورت ميں مسلمان كس كي اتباع كريں؟

كس طرح رسول خدا ان دو كي اقتدا كا حكم دے سكتے ہيں جبكہ بہت سارے صحابۂ پيغمبر ابوبكر و عمر كے عمل و كردار ميں مخالفت كرتے ہيں؟

كيا ہم يہ كہ سكتے ہيں كہ جنہوں نے ابوبكر و عمر كي مخالفت كي وہ فاسق ہيں؟

تیسري دلیل پر تنقیدي جائزہ

تیسري دلیل جو اہل سنت ابوبکر کي امامت و خلافت کیلئے پیش کرتے ہیں وہ حدیث ہے کہ جس کو پیغمبر اکرم نے ابي الدرداء سے فرمایا : "انبیاء و رسل کے بعد سورج، ابوبکر سے بہتر کسي شخص پر طلوع و غروب نہیں ہوا"

یہ حدیث اہل تسنن کے نزدیك انتہائي ضعیف ہے. طبراني نے اس کو (اوسط میں)اپني سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جس کے بارے میں ھیثمي کہتے ہیں کہ" سند حدیث میں اسماعیل بن یحیي تیمي ہے اور وہ شخص جھوٹا ہے".

محدث ھیثمي اسي حدیث کو (مجمع الزوائدمیں) ایك سند کے ساتھ طبراني سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس

حدیث کے رواۃ میں ایک شخص "بقیة ابن الولید" ہے اور یہ شخص ضعیف اور فریب کار ہے.[1]
لہذا یہ حدیث علماء علم رجال کے نزدیک غیر معتبر ہے اور اہمیت نہیں رکھتي.

چوتھي دلیل پر تنقیدي جائزہ

ابوبکر کي برتري اور افضلیت کیلئے اہل سنت کي ایک دلیل پیغمبر گرامي اسلام کا یہ فرمان کہ جس میں آپ نے فرمایا "ابوبکر و عمر جنت میں بوڑھوں کے آقا و سردار ہیں"

---

[1] مجمع الزوائد ٩/٤٤

اس حدیث کي بزار اور طبراني نے ابي سعید سے روایت کي ہے اور "مجمع الزوائد" میں اس حدیث کو ان دونوں سے روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس حدیث کے روات میں ایک شخص "علی ؒ ابن عابس" ہے اور وہ نقل حدیث میں ضعیف ہے.

هیثمي ایک دوسرے مقام میں اس حدیث کو بزار سے اور انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے اور روات حدیث میں ایک راوي عبدالرحمن ملک کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا کلام ناقابل عمل ہے.[۱]

[۱] مجمع الزوائد ۵۳/۹

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس حدیث کیلئے ان دو اسناد کے علاوہ ، هیثمي کے یہاں کوئي اور سند نہیں ہے.

پانچویں دلیل پر تنقیدي جائزہ

اہلسنت پانچویں دلیل کے عنوان سے اس حدیث سے استدلال پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : " جس اجتماع کے درمیان ابوبکر موجود ہوں سزاوار نہیں ہے کہ کسي اور کو ان پر مقدم کیا جائے "

اس دلیل کے رد میں ہماري خوش قسمتي یہ ہے کہ حافظ ابن جوزي نے اس حدیث کو "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے

اور پھر کہتے ہیں کہ یہ حدیث رسول خدا ﷺ سے جعل ہوئي ہے.[1]

ابن تیمیہ اور اس جیسے دوسرے افراد کہ جن کیلئے ابن جوزي کے فتاوي معتبر ہیں ان کیلئے اس حدیث کے بارے میں ابن جوزي کا یہ نظریہ بھي قابل قبول ہو گا.

چھٹي حدیث پر تنقیدي جائزہ

ابوبکر کي امامت کیلئے اہلسنت کي چھٹي دلیل صلاۃ ابوبکر ہے یہ دلیل دو لحاظ سے اہم ہے.

[1] کتاب الموضوعات ۳۱۸/۱

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

۱. نماز ابوبکر کي روایت صحیح بخاري اور صحیح مسلم میں مختلف اسناد سے ذکر ہوئي ہے اور مسانید، سنن اور اہلسنت کي اکثر معتبر اور مشہور کتب میں ذکر ہوئي ہے.

۲. نماز افضل ترین عبادت ہے اب اگر رسول خدا اپني بیماري کي حالت میں اور زندگي کے آخري لمحات میں ابوبکر کو نماز جماعت کي امامت کیلئے بھیجیں تو یہ اس بات کي دلیل ہو گي کہ آنحضرت چاہتے تھے کہ اپنے بعد بطور خلافت و جانشیني ان کا تعارف کرائیں.

لہذا یہ حدیث جو ابوبکر کي نماز کے بارے میں ہے رسول اکرم کي جانشیني کیلئے بہترین دلیل قرار دي جا سکتي ہے اور اگر آپ اہل تسنن کي کتابوں کي طرف رجوع کریں تو آپ ملاحظہ کریں گے کہ وہ اس حدیث کي اہمیت کے

بہت زیادہ قائل ہیں اور ابوبکر کي خلافت و امامت پر استدلال کرنے کیلئے ان کي محکم ترین دلیل یہي حدیث ہے جو ابوبکر کي نماز باجماعت کے بارے میں ہے.

وہ اس حدیث کو رسول اکرم کے بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں ، پہلي روایت عائشہ بنت ابوبکر سے ہے لیکن اگر آپ ان کي اسناد و طرق میں غور وفکر کریں تو آپ ملاحظہ کرینگے کہ اس حدیث کو مجہول الحال اشخاص نے روایت کیا ہے یا عائشہ سے اس روایت کو سنا گیا ہے یا وہ اس روایت کو نقل کرنیکا واسطہ ہیں.

بنا بر ایں اس روایت کي تمام اسناد عائشہ پر ختم ہوتي ہیں اور وہ اس روایت کو نقل کرنے میں دو اسباب کي وجہ سے متہم ہے.

حصہ سوم : ابو بکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

۱. علی ؑ سے اس کي مخالفت.

۲. دوسرا یہ کہ وہ ابو بکر کي بیٹي ہیں.

اگر عائشہ کي حضرت علی ؑ سے مخالفت سے چشم پوشي کریں تو اس واقعہ میں موجود خصوصیات اور متن روایت میں جو شواہد موجود ہیں اور اسي طرح وہ دلائل جو اس واقعہ سے مربوط ہیں ان میں اگر دقت کي جائے تو یہ بات روز روشن کي طرح واضح و عیاں ہو جاتي ہے کہ ابو بکر کو نماز کیلئے رسول اکرم نے نہیں بھیجا تھا بلکہ عائشہ نے اپني طرف سے اپنے والد گرامي کو نماز کیلئے بھیجا تھا.

اس بات کي اہم ترین دلیل (کہ جو اس واقعہ کو سمجھنے میں تاثیر رکھتي ہے) رسول خدا کا وہ فرمان ہے جس میں آپ اپنے تمام اصحاب کو مدینہ سے باہر لشکر اسامہ کے ہمراہ

مدینے سے خروج کرنے کا حکم دیا تھا. پیغمبر اکرم نے اپني زندگي کے آخري لمحات میں تاکید کي ہے کہ تمام اصحاب اسامہ کے لشکر میں مدینہ سے باہر چلے جائیں.

اس میں علماء کے درمیان کوئي اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت نے اپني زندگي کے آخري ایام میں لشکر اسامہ کے بارے میں تاکیدي حکم دیا تھااور یہ تذکرہ شیعہ اور سني کتب میں پایا جاتا ہے.

دوسري طرف پیغمبر کے بزرگ صحابہ جیسے ابوبکر و عمرکو لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کیلئے تاکید کرنے میں بھي کوئي اختلاف نہیں پایا جاتا.اس روایت کو نقل کرني والي معتبر کتب میں یہ بات ثابت شدہ ہے.

حصہ سوم: ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اکرم نے اپني زندگي کے آخري لمحات میں ایک جانب ابوبکر کو یہ حکم دیں کہ اسامہ کے لشکر میں حاضر ہوں اور مدینہ سے باہر نکل جائیں اور دوسري طرف ان کو یہ بھي حکم دیں کہ میري جگہ نماز بھي پڑھائیں؟

اسي وجہ سے بعض افراد جیسے ابن تیمیہ وغیرہ مجبور ہوئے کہ ابوبکر کا اسامہ کے لشکر میں ہونے کا انکار کریں اور کہیں کہ اس قسم کا حکم جھوٹ پر مبني ہے. چونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ابوبکر لشکر اسامہ میں موجود ہوں گے تو ان کو رسول خدا کي طرف سے نماز جماعت پڑھانے کیلئے بھیجنا جھوٹ پر مبني ہوگا.

لیکن وہ مقام کہ جہاں مسئلہ نماز ابوبکر ان کے ہاں ،ابوبکر کي خلافت و امامت کیلئے اہم ترین دلیل ہے اس لئے وہ مجبور ہیں کہ ان کا اسامہ کے لشکر میں ہونے کا انکار کریں جبکہ ابوبکر کا اسامہ کے لشکر میں موجود ہونا قابل انکار نہیں ہے.

اب ہم نمونہ کے طور پر صرف ایک عبارت کو نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں.

حافظ ابن حجر عسقلاني اپني کتاب " فتح الباري في شرح صحيح البخاري " میں کہتے ہیں کہ ابوبکر کے اسامہ کے لشکر

میں حاضر ہونے کي روايت واقدي، ابن سعد ، ابن اسحق، ابن جوزي ، ابن عساکر اور دوسرے علماء نقل کرتے ہیں.[1]

بہرحال جس وقت رسول اکرم دنيا سے رخصت ہوئے اس وقت لشکر اسامہ نے مدينے سے باہر پڑاؤڈالا ہوا تھا اور جس وقت ابوبکر لوگوں پر مسلط ہو گئے تو اس وقت اسامہ نے ان کي بيعت نہیں کي اور کہا کہ میں ابوبکر پر امیر ہوں کس طرح ان کي بيعت کروں.اسي بنياد پر ابوبکر نے اسامہ سے اجازت لي کہ عمر مدينہ میں رہ جائیں تاکہ حکومتي امور میں ان کي مدد کریں.

---

[1] فتح الباری ۱۲٤/۸

داخلي و خارجي قرائن سے یہ بات واضح ہو جاتي ہے کہ ابوبکر کي نماز جماعت برپا کرنے والي روایت جھوٹي اور خلاف واقع ہے لیکن ہم اس حد تك ذکر نہیں کریں گے بلکہ ہم مزید کہیں گے کہ علی ؑ اور اسي طرح اہلبیت کا یہ عقیدہ تھا کہ ابوبکر کا نماز کیلئے آنا حضرت رسول اکرم کے حکم سے نہیں تھا بلکہ عائشہ نے ان کو بھیجا تھا. ابن الحدید معتزلي اس مقام میں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد سے اس واقعہ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا آپ کہتے ہیں کہ عائشہ نے اپنے باپ کو نماز کیلئے متعین کیا تھا اور رسول خدا نے ان کو تعین نہیں کیا تھا؟. استاد نے جواب دیا کہ میں اس قسم کي بات نہیں کرتا ہوں لیکن علی ؑ کا عقیدہ اسي طرح تھا ان کے وظیفے اور میرے وظیفے میں

فرق ہے چونکہ وہ وہاں پر حاضر تھے لیکن میں موجود نہیں تھا.

ہم اس تحقیق میں اس حد تک ہي اکتفا نہیں کریں گے بلکہ کہیں گے کہ اگر ہم قبول بھي کرلیں کہ جنہوں نے ابوبکر کو اس قسم کا حکم دیا وہ پیغمبر اکرم تھے پھر بھي ان کے مدعي پر دلیل قائم نہیں ہو سکتي. چونکہ رسول خدا اپني پوري زندگي میں مختلف مواقع پر اپنے بہت سارے اصحاب کو اپني جگہ پر لوگوں کو نماز بپا کرنے کیلئے کہا اور کسي صحابي نے بھي رسول خدا کي جگہ نماز پڑھانے کي وجہ سے امامت و خلافت کا دعوي نہیں کیا شاید اگر کوئي کہے کہ پیغمبر اکرم کے زندگي کے آخري ایام میں نماز کا پڑھانا اور دوسرے مواقع پر نماز کے پڑھانے میں

فرق ہے ، البتہ اہلسنت بھي ان نمازوں کے درمیان فرق کے قائل ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس نماز کي خصوصیت یہ تھي کہ یہ نماز آنحضرت کے آخري ایام میں تھي گویا یہ ایك قسم کا اعلان تھا کہ وہ آنحضرت کے بعد خلافت وامامت کے عہدے پر فائز ہوں گے.

اس کے جواب میں ہم حق جو محققین کیلئے اصل واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ اگراس طرح ہو کہ رسول اکرم نے نماز بپا کرنے کا حکم دیا ہے تو بہت زیادہ روایات میں ذکر ہوا ہے کہ خود پیغمبر بیماري کي حالت میں گھر سے نکلے جبکہ آپ کو سہارا دیا گیا تھا اور آپ کے پائے مبارک زمین پر خط دیتے جا رہے تھے ، محراب میں تشریف لائے اورابوبکرکو ہٹاکر خود لوگوں کو نماز پڑھائي.

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

اہلسنت جواب میں کہتے ہیں کہ ابوبکر ایک مدت تک پیغمبر کي جگہ نماز پڑھاتے رہے اور آنحضرت نے انہیں صرف ایک مرتبہ برطرف کیا اور خود نماز پڑھائي.

ہم اس موضوع کے متعلق دو لحاظ سے جواب دیں گے.

١. ابوبکر نے صرف ایک مرتبہ پیغمبر اکرم کي جگہ نماز پڑھائي اور وہ بھي سوموار کے دن صبح کي نماز تھي لہذا ایک نماز سے زیادہ نہیں تھي.

٢. اگر بالفرض ابوبکر نے رسول خدا کي جگہ متعدد بار نماز پڑھائي لیکن خاتم المرسلین کا زندگي کے آخري لمحات میں یہ عمل کہ وہ گھر سے اس حالت میں باہر آئے کہ کہ آپ کے پائے مبارک زمین پر خط دیتے جا رہے تھے ، اس بات کي محکم دلیل ہے کہ اگر یہ صحیح مان لیا

جائے کہ آنحضرت نے انہیں اس سے قبل امامت کیلئے منصوب کیا بھي تھا تو آج کے بعد انہیں اس منصب سے معزول کر رہے ہیں.

بنابرایں اگر ہم قبول کر بھي لیں کہ رسول خدا نے اس قسم کا حکم دیا ہے پھر بھي رسول خدا جانتے تھے کہ میري وفات کے بعد اسي نماز کے ذریعے جانشیني کیلئے استدلال کریں گے اور اس کو ابوبکر کي امامت و خلافت کیلئے ایک محکم دلیل کے طور پر پیش کریں گے لہذا بیماري کي حالت میں گھر سے باہر نکلے تاکہ لوگوں کے اذہان سے یہ وہم و گمان بھي دور ہو جائے.

اہلسنت کي وہ تمام روایات جو اس بات پر مبني ہیں کہ ابوبکر ، رسول خدا کے حکم سے نماز پڑھانے کیلئے

گئے تھے ان میں یہ ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت بستر بیماري سے اٹھے اور ابوبکر کو ایک طرف کر کے خود نماز پڑھائي.

ان روایات میں قابل توجہ نکات

ان روایات کي تحقیق میں قابل توجہ نکات پائے جاتے ہیں کہ جن کو ابھي ہم بیان کرتے ہیں.

پہلا نکتہ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ان تمام روایات کي راویہ عائشہ ہیں . ان کے بیان کے مطابق رسول اکرم اس حال میں گھر سے باہر آئے کہ دو افراد کا سہارا لئے ہوئے تھے اور آپ کے پائے مبارک زمین پر خط دیتے جارہے تھے. آنحضرت اس حالت میں مسجد میں داخل ہوئے

اور ابوبکر کو محراب سے ہٹایا اور خود لوگوں کو نماز پڑھائي . رسول خدا کا بیماري کي حالت میں گھر سے باہر تشریف لانا یہ ایک ایسي محکم دلیل ہے اگر اس قسم کا مقام پہلے ابوبکر کو سونپا گیا تھا تو ابھي اس مقام سے معزول کر دئے گئے ہیں.

عائشہ کي روایات میں کہ جن دو افراد کي مدد کے ذریعہ آنحضرت مسجد میں تشریف لائے ان میں سے ایک کا نام ذکر کیا ہے اور دوسرے شخص کا نام نہیں لیا گیا ہے واضح سي بات ہے کہ دوسرے فرد وہي علیؑ تھے اور یہ انکار اس بات کي نشاندہي ہے کہ عائشہ، حضرت علیؑ کے نام مبارک اور آپ کي فضیلت کو بیان کرنے سے ناراحت تھیں.

ابن عباس نے راوي سے کہا : کیا عائشہ نے دوسرے فرد کا نام تیرے لئے ذکر کیا ہے ؟ راوي نے کہا نہیں ! ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص حضرت علی ؑ تھے لیکن عائشہ نہیں چاہتي تھیں کہ علی ؑ کو اچھائي اور نیکي سے یاد کریں.

دوسرا نکتہ جب بعض اہلسنت اس بات کي طرف متوجہ ہوئے کہ رسول اکرم ؐ کا بیماري کي حالت میں گھر سے باہر آنا اور ابوبکر کو محراب سے ہٹا کر خود لوگوں کیلئے نماز بپا کرنا جیسے امور ابوبکر کي امامت اور خلافت پر قائم کئے جانے والے استدلال کي بنیادوں کو کھوکھلا کر دیں گے تو انہوں نے ایك من گھڑت روایت تراش لي کہ رسول اکرم ؐ نے ابوبکر کو نہیں ہٹایا بلکہ

آنحضرت اسي حالت ميں مسجد ميں داخل ہوئے اور ابوبکر کے پيچھے نماز کيلئے کھڑے ہو گئے. وہ اس جعلي حديث کے ذريعہ ابوبکر کي خلافت کو ثابت اور محکم کرتے ہيں يعني دوسري تعبير کے مطابق رسول خدا نے جس طرح ابوبکر کو نماز پڑھانے کيلئے حکم ديا تھا عملي طور پر بھي انہيں اپنے بعد امامت کيلئے منصوب کيا ہے .کيونکہ آپ بيماري کي حالت ميں مسجد ميں تشريف لائے اور ابوبکر کے پيچھے نماز پڑھي.

اب اس حديث کے ہوتے ہوئے کس ميں دم ہے کہ رسول خدا کے بعد ابوبکر کي امامت و خلافت ميں مناقشہ کرے کہ رسول خدا نے ان کي اتباع کي ہے ؟کيا يہ محکم دليل ابوبکر کي امامت کيلئے کافي نہيں ہے ؟

جي هاں ! وه جعلي ، من گھڑت اور جھوٹي حديث کے ذريعه کهه سکتے هيں که پيغمبر اکرم □ نے اپني آخري نماز ميں ابوبکر کي اقتدا کي هے ليکن حديث کا يه حصه، صحيح بخاري اور صحيح مسلم ميں نهيں پايا جاتا اور جو کچھ ان دو کتابوں ميں ذکر هوا هے وه يه هے که خاتم النبيين □ نے ابوبکر کو ايك طرف کيا (يا خود ابوبکر ايك طرف هو گئے اور پيچھے کھڑے هو گئے) اور خود آنحضرت □ نے لوگوں کو نماز پڑھائي.

يه جعلي حديث مسند احمد ميں پائي جاتي هے اور يقينا يه جھوٹ هے. اهل تسنن کے بهت سارے حفاظ حديث بھي اس کو جھوٹا سمجھتے هيں يهاں تك که ان ميں سے بعض جيسے

ابي الفرج ابن جوزي نے پیغمبر اکرم ﷺ کي ابوبکر کي اقتداء کرنے کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھي ہے.[1] کیا عقل اس بات کو قبول کرتي ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ امت کے افراد میں سے ایک فرد کي اتباع کریں اور وہ پیغمبر ﷺ کیلئے امام ہو ؟واضح سي بات ہے کہ عقل ایسے مطلب کو ہرگز قبول نہیں کرتي.

[1] حافظ ابی الفرج ابن جوزی حنبلی (۵۹۷ھ) نے اپنے ہم عصر حافظ عبد المغیث حنبلی کے رد میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کا نام "آفۃ اصحاب الحدیث فی رد علی عبد المغیث" رکھا ہے یہ کتاب تقریبا بیس سال پہلے مؤلف کی تحقیق کے بعد منظر عام پر آئی ہے.

تیسرا نکتہ رسول خدا جب نماز کیلئے گھر سے باہر تشریف لائے اور ابوبکر کو ایک طرف کیا اور خود لوگوں کو نماز پڑھائي تو آنحضرت نے صرف اسي بات پر ہي اکتفا نہیں کیا بلکہ نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کیلئے خطبہ فرمایا اور اس خطبہ میں قرآن و اہل بیت کا تعارف کرایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کي پیروي کرنا اور اپنے امور میں انکي اتباع کرنا.

لہذا رسول خدا کا نماز کیلئے تشریف لانا اور ابوبکر کو محراب سے ہٹانا یہ اس لئے تھا کہ اپني زندگي کے آخري ایام میں بھي ایک مرتبہ پھر لوگوں کے سامنے اہلبیت کا تعارف کرائیں اور لوگوں کو ان کي امامت کے بارے میں وصیت کریں. پیغمبر اکرم نے خطبہ کے آخر میں تمام

مسلمانوں کو حکم دیا کہ اسامہ کے ہمراہ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور آپ نے اس بات کي بہت زیادہ تاکید کي کہ لشکر اسامہ کے ساتھ پیوست ہو جائیں اور اس کام میں جلدي کریں.

بیشک ان دلائل کے بعد اس حدیث سے استدلال کرنا کہ ابوبکر کو نماز کیلئے مقدم کیا گیا تھا بالکل صحیح نہیں ہے.

ساتویں دلیل پر تنقیدي جائزہ

ابوبکر کي امامت کیلئے اہل سنت کي ساتویں دلیل رسول خدا کي یہ حدیث ہے کہ: " میري امت میں بہترین ابوبکر اور عمر ہیں"

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

اس حدیث کو اسي عبارت کے ساتھ قاضي ايجي اور اس حدیث کے شارح اور دوسرے محدیثین بھي روایت کرتے ہیں.لیکن یہ حدیث یہاں پر ختم نہیں ہوتي بلکہ اس کا کچھ حصہ اور بھي ہے جسے ذکر نہیں کیا جاتا.تاکہ پہلے حصے کي بنیاد پر ہي ابوبکر کي کي امامت پر استدلال کو تمام کر دیں.

کامل متن کچھ یوں ہے:

" عن عائشه قلت : یا رسول الله ! من خیر الناس بعدک ؟

قال : ابوبکر.قلت: ثم من ؟قال: عمر ".

عائشہ کہتي ہیں کہ میں نے رسول خدا سے کہا : یا رسول الله ! آپ کے بعد بہترین لوگ کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا :

ابوبکر، پھر میں نے کہا : ان کے بعد امت میں سے بہترین کون ہے ؟تو آپ نے فرمایا: عمر.

یہ حدیث کا وہ حصہ ہے جس كي بنا پر اہلسنت استدلال کرتے ہیں ، لیکن اس مجلس میں حضرت زہرا بھي تشریف فرما تھیں اور انہوں نے اپنے والد گرامي سے سوال کیا:

"یا رسول اللہ! آپ نے علی ؑ کے بارے میں کچھ بھي نہیں کہا ؟تو پیغمبر نے فرمایا:

" يا فاطمة ! على ؑ نفسى ،فمن راءيتيه يقول فى نفسه شيئا ؟ "

اے فاطمہ ! علی ؑ میري جان ہے ، کیا تو نے کسي کو دیکھا ہے جو اپنے نفس کے بارے میں کچھ کہے ؟

حصہ سوم : ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

بہرحال اہل سنت حدیث کے پہلے حصہ سے چونکہ ابوبکر و عمر کے نام ذکر ہوئے ہیں ، استدلال کرتے ہیں اور وہ ان کي امامت کیلئے اسے دلیل جانتے ہیں لیکن حدیث کے آخري فقرہ کو پیش نہیں کرتے ہیں اور وہ گویا نہیں جانتے ہیں کہ ایک دن کوئي شخص اہلسنت کے منابع و ماٰخذ پر دسترسي پیدا کرتے ہوئے اس پوري حدیث کو دیکھ لے گا.

اس تمام گفتگو کے بعد یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے. اس موضوع پر مزید آگاہي کیلئے آپ کتاب

"تنزيه الشريعه المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة الموضوعة".[1]

كي طرف رجوع كريں.

آٹھويں دليل پر تنقيدي جائزه

اہل سنت كي آٹھويں دليل وه حديث ہے جو رسول خدا سے نقل ہوئي ہے:

" لو كنت متخذا خليلا دون ربى لاتخذت ابابكر"

اگر ميں پروردگار كے علاوه كسي كو اپنا دوست منتخب كرتا تو يقينا ابوبكر كو اپنا دوست قرار ديتا.

[1] تنزيہ الشريعہ المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة الموضوعة ١/٣٦٧

حصہ سوم: ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

اس حدیث کے جواب میں یہ بات کافي ہے کہ اگر ہم کہیں کہ یہ حدیث ابوبکر کے بارے میں آئي ہے اور پیغمبر گرامي نے ان کو اپنا دوست قرار دیا ہے. تو پھر جو عثمان کے بارے حدیث بیان کي گئي ہے. اس کے بارے میں ہم کیا کہیں کہ خود اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے عثمان کے حق میں بھي اسي طرح فرمایا ہے اور ان کو بھي اپنے لئے دوست منتخب کیا ہے .در حقیقت ابوبکر سے مربوط حدیث میں پیغمبر گرامي نے کلمہٴ شرط "اگر" کہا ہے لیکن عثمان کے بارے میں آیا ہے کہ رسول گرامي اسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس کا متن اس طرح ہے.

" ان لكل نبى خليلا من امته و ان خليلى عثمان بن عفان"

ہر نبي نے اپني امت میں سے ایک شخص کو اپنا دوست قرار دیا ہے اور اسي طرح میرا دوست عثمان بن عفان ہے. لہذا اس حدیث کے مطابق عثمان ، ابوبکر سے برتر اور افضل ہو جائیں گے.

مصنف کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مدارک کے مطابق عثمان ، ابوبکر اور عمر سے برتر ہیں چونکہ وہ اپني کتابوں میں مناقب و فضائل عثمان پر مشتمل احادیث لائے ہیں جو ہمارے مدعي کي تائید کرتے ہیں . ان من گھڑت

احاديث ميں ايك جعلي ٔ حديث يہ بھي ہے جو بيان كي
گئي ہے۔[1]

نويں دليل پر تنقيدي جائزه

اہل سنت كي نويں دليل رسول خدا كي ابوبكر كے
بارے ميں وہ گفتگو ہے جس ميں آپ نے ارشاد فرمايا:

"وأين مثل ابى بكر كذبنى الناس وصدقنى وأمن بى و....وواسانى
بنفسه و جاهد معى ساعة الخوف"

[1] تنزيہ الشريعہ المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة الموضوعة ١/ ٣٩٢

ابوبکر کي مانند کون ہو سکتا ہے ، جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میري تصدیق کي اور مجھ پر ایمان لائے اور.......اور جان و مال سے میري مدد کي اور محاذ جنگ پر تنہائي اور خوف کے عالم میں میرے ہمراہ جنگ کي.

حافظ جلال الدین سیوطي اپني کتاب " اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة ".[1] اور حافظ ابن عراق مؤلف کتاب " تنزیه الشریعه "[2] نے اپني کتابوں میں اس حدیث کو جعلي اور جھوٹي حدیثوں میں شمار کیا ہے.

---

[1] اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعة ۲۹۵/۱

[2] تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۳٤٤/۱

یہ حدیث دلالت کے لحاظ سے اس مطلب پر گویا ہے کہ ابوبکر نے رسول اکرم کو اپنا مال بخش دیا اور اپنا ذاتي مال پیغمبر اکرم کو دے دیا اور رسول خدا کو ابوبکر کے مال اور ان کي بخشش کي ضرورت تھي. واضح ہے کہ یہ بھي جھوٹے واقعات میں سے ہے اور اس کا جھوٹا ہونا اس حد تک ہے کہ ابن تیمیہ جیسا شخص بھي مجبور ہوا ہے کہ اس کے جھوٹے ہونے کي تصریح کرے.[1]

اور رسول اکرم کو ابوبکر کے مال کي ضرورت تھي ، حدیثیں گھڑنے والے اس طرح فضائل و مناقب جعل کرتے

---

[1] منہاج السنہ ٢٩٨/٤

ہیں یہاں تک کہ اس بات پر بھي آمادہ ہو جاتے ہیں کہ پیغمبر اکرم کي اہانت کریں.

بہرحال جو کچھ بیان ہوا ہے اس کي روشني میں یہ حدیث سند و دلالت کے لحاظ سے کذب پر مبني ہے.

دسویں دلیل پر تنقیدي جائزہ

اہل سنت کي دسویں دلیل وہ روایت ہے جو ابوبکر و عمر کي فضیلت میں علی ؑ کي زبان مبارک سے نقل کرتے ہیں.

" خیر الناس بعد النبیین ابوبکر ثم عمر ثم الله اعلم "

انبیاء کے بعد بہترین لوگ ابوبکر اور پھر عمر اور ان کے بعد خداوند عالم ہي بہتر جانتا ہے.

حصہ سوم: ابوبکر کی برتری کے سلسلہ میں پیش کئے گئے دلائل

یہ روایت صرف اس متن میں نقل نہیں ہوئي ہے بلکہ اہلسنت اس روایت کو دوسرے متون کے ساتھ بھي ابوبکر و عمر کے بارے میں نقل کرتے ہیں. ہم اس روایت کے بارے میں دو قسم کے جواب دیں گے.

۱. ابوبکر خود اعتراف کرتے ہیں کہ میں لوگوں سے بہترین نہیں ہوں. کیا انہوں نے نہیں کہا تھا کہ میں تمہارا ولي ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں.[۱] یا اس طرح نہیں کہا:

"أقیلونی فلست بخیرکم"

---

[۱] الطبقات الکبری ۱۳۹/۳

خلافت کے معاملہ میں مجھ سے صرف نظر کریں چونکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں.

یہ روایت بھي بہت سارے ماخذ میں نقل ہوئي ہے.[1]

۲. الاستیعاب کے مصنف ، امیرامؤمنین کے سوانح حیات میں "الفصل في الملل والنحل" ابن حزم اندلسي اور دوسرے حفاظ اہلسنت کہتے ہیں کہ رسول خدا کے بہت سارے صحابہ ، حضرت علی ؑ کو ابوبکر سے افضل اور برتر جانتے ہیں.[2]

---

[1] مجمع الزوائد ۱۸۳/۵، سیرہ ابن ھشام ۶۶۱/۲ ، تاریخ الخلفاء ۷۱

[2] الاستیعاب ۱۰۹۰/۳، الفصل فی الملل والنحل ۱۸۱/۴

لہذا اگر خود امیر المؤمنین اعتراف کرتے ہیں کہ ابوبکر و عمر ان سے برتر ہیں تو پھر صحابہ کس طرح علی ؑ کو ان دو سے بہتر جانتے ہیں ؟

یہ وہ روایات ہیں جن کي جھوٹي نسبت امیر المؤمنین علی ؑ کي طرف دي گئي ہے.

جي ہاں ! وہ خود بعض صحابہ جیسے ابوذر ، سلمان ، مقداد ، عمار... کے اسماء وغیرہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کے نزديك علی ؑ سب سے افضل اور برتر ہیں اور دوسري طرف علی ؑ یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ ابوبکر و عمر مجھ سے برتر ہیں (!!)

لہذا ہم نے اہل سنت کے دلائل میں سے ایك بھي دلیل ایسي نہیں پائي ہے جو اشکالات سے خالي ہو. ہم نے اہل

تسنن کے منابع اور ماخذ میں سے جو دلائل بھي پيش کئے ہیں وہ خود ان کے محققین کے نزديك سندي لحاظ سے ضعیف ہیں یا پھر دلالت کے لحاظ سے ناکافي ہیں. اسي طرح يہ حديث بھي دوسري حديثوں کي طرح جعلي ٌ اور گھڑي ہوئي ہے .اہل سنت خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کي کوئي بنیاد نہیں ہے .خاص طور پر یہ حديث جس میں کہاگیا ہے کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کي اتباع کریں.

قصہ مختصر یہ ہے کہ ان کے اہم ترین دلائل میں سے مہم دلیل ابوبکر کي نماز کا واقعہ ہے کہ جس میں وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کي زندگي میں ابوبکر کا نماز جماعت ادا کرانا ان کي امامت پر دلالت کرتا ہے ؛ لیکن اس بنیاد پر جو مطالب ذکر کئے گئے ہیں پیغمبر اکرم نے اسے محراب

سے ہٹایا اور خود لوگوں کو نماز پڑھائي یہ مطلب اس صورت میں قابل استناد اور صحیح ہیں کہ جب ابوبکر کو نماز کیلئے بھیجنے کي حدیث بھي صحیح ہو.

مزید یہ کہ ابوبکر و عمر کي امامت کے بارے میں ایک دوسرے پہلو سے بھي بات کي جائے اور وہ یہ ہے کہ ان دو افراد کي امامت میں کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ جن کي وجہ سے مسلمانوں پر ان کي امامت ساقط ہو جاتي ہے اور یہ واقعات، بہت زیادہ اور بے شمار کتب میں ان کا تذکرہ پایا جاتا ہے لیکن ہمارا یہ طریقہ کار نہیں ہے کہ ہم ان روایات کے درپے ہوں.

چوتھا حصہ

دلیل اجماع پر تنقیدي جائزہ

خلافت ابوبکر پر اجماع کي حقيقت

ابوبکر کي خلافت پر قائم کردہ دلائل ميں سے تنہا وہ دليل جس کا تنقيدي جائزہ پيش نہيں کيا گيا وہ اجماع ہے يعني تمام اصحاب کا ابوبکر کي خلافت پر متفق ہونا.

حق جو محققين اس دليل سے بھي بخوبي آگاہ ہيں کہ ابوبکر کي خلافت پر کس طرح اجماع و اتفاق ہوا تھا مناسب نہيں کہ ہم اس بحث ميں وارد ہوں چونکہ گفتگو اور طولاني ہو جائے گي ليکن ضروري حد تک ہم اس کا

تجزیہ و تحلیل پیش کریں گے کہ جسے ہم اس سوال سے شروع کرتے ہیں.

اہل تسنن کس اجماع و اتفاق کا ابوبکر کي امامت و خلافت کیلئے ادعا کرتے ہیں؟

وہ کہتے ہیں کہ سقیفہ میں کچھ واقعات پیش آئے ہیں کہ بعض لوگ وہاں جمع تھے اور ابوبکر کي خلیفہ کے عنوان سے بیعت کي اور انہیں لوگوں کا حاکم بنادیا.[1]

[1] البتہ ہم اس بارے میں ایک تحقیق بنام "امامت میں شوري کا کردار" میں شوري کے بارے میں گفتگو کی ہے

اس دلیل کے بارے میں " صاحب شرح مقاصد " جن کا شمار نامور متکلمین میں ہوتا ہے کي کلام میں کافي ہے وہ کہتے ہیں:

" جب ہم کہتے ہیں کہ ابوبکر کي خلافت پر اجماع و اتفاق ہے تو ہم یہ حقیقي و واقعي دعوي نہیں کرتے ہیں. چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ بعض صحابہ ابوبکر کي خلافت کے مخالف تھے اور اس طرح نہیں ہے کہ تمام لوگ ابوبکر کي امامت سے راضي تھے بلکہ در حقیقت ان کي امامت مہاجرین اور انصارین کے درمیان اختلاف اور

انصار کے قبائل یعني اوس و خزرج کے مابین کشمکش کے بعد سقیفہ میں صرف عمر کي بیعت کے بعد شروع ہوئي ".[1]
اس بات کي طرف اتنا ہي اشارہ کافي ہے لیکن اہلسنت جاننے کے باوجود کہ بہت سارے افراد ابوبکر کي خلافت کے موافق نہیں تھے لیکن جب ان کي کتب کي طرف رجوع کیا جائے تو ان میں یہ ملتا ہے کہ چونکہ رسول خدا نے اصحاب کے درمیان پیدا ہونے والے بعض مسائل پر خاموشي اختیار کرنے کا حکم دیا ہے لہذا اس مسئلہ کو ذکر کرنے کي ضرورت نہیں ہے.

[1] شرح المقاصد ٥/٢٥٤-٢٦٧

یہاں پر مناسب ہے کہ کہ ہم "سعد تفتازاني کي شرح المقاصد" کي کلام کو نقل کرتے ہیں تاکہ دیکھا جائے کہ وہ کس طرح دلدل میں پھنس گئے ہیں اور کہاں جاکر پناہ لیتے ہیں؟

سعد تفتازاني اس طرح گویا ہیں:

"تمام مسلمان دانشور ابوبکر کي خلافت و امامت پر اتفاق نظر رکھتے ہیں. ان کے حسن ظن سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر ابوبکر کي خلافت پر ان کے پاس کوئي واضح دلیل نہ ہوتي تو اس طرح وہ اتفاق نظر نہ رکھتے".[1]

---

[1] شرح المقاصد ۲۹۸/۲

ہم ان کے جواب میں کہتے ہیں: اگر آپ ابوبکر کي امامت پر اس طرح استدلال کرتے ہیں تو پھر ہم بھي مجبور ہیں کہ رسول اکرم □ کے اصحاب پر حسن ظن کرتے ہوئے ان کي تقلید کریں. اگر تقلید کي نوبت آگئي تو پھر اس مسئلہ پر ہمیں بحث و گفتگو کرنے کیلئے احادیث و روایات کي تحقیق کي فرصت کي ضرورت نہیں بلکہ ہم شروع سے ہي یہ کہیں گے کہ ہم اس مسئلہ میں اصحاب پیغمبر اکرم □ کي تقلید کرتے ہیں اور جو راستہ انہوں نے اختیار کیا تھا اسي کو آگے بڑھاتے ہیں.

سعد تفتازاني آگے چل کر کہتے ہیں کہ:

اصحاب رسول خدا □ کا احترام محفوظ ہونا چاہئے اور ان کي عیب جوئي کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور جو احادیث ان کے نقائص کو ثابت کرتي ہیں ان کي توجیہ کي جائے اور

ان احادیث کے ظاہری معنی سے ہٹ کر تاویل کی جائے اور بالخصوص جو احادیث مہاجرین و انصار کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ان کی توجیہ کریں.[1]

دلائل امامیہ کے بارے میں تفتازانی کا نظریہ

سعد تفتازانی اپنی کتاب میں امامیہ کے نظریہ کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے بعد علی ؑ کے سوا کوئی اور امام نہیں. رسول اکرم کے فرمان کے مطابق امام کا معصوم اور عالم ہونا ضروری ہے اور کسی صحابی میں اس قسم کی شرائط نہیں پائی جاتی ہیں.

[1] شرح المقاصد ۲/۳۰۳

وہ اس کلام کو نقل کرنے کے بعد امامیہ کے بہت بڑے عالم محقق خواجہ نصیر الدین طوسي اور دوسرے علماء کي شان میں بے ادبي اور گستاخي کي جسارت کرتے ہیں. اب ہم ان کي عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں تاکہ محققین ان کے فہم و درک اور ان کے آداب وا خلاق سے آگاہ ہو جائیں اور پھر ان کي اس گفتگو کا علماء شیعہ کي گفتگو سے مقایسہ کریں.

سعد تفتازاني اس طرح کہتے ہیں

" احتجّت الشيعة بوجوه لهم فى اثبات امامة على ؐ بعد النبى من العقل و النقل ، و القدح فيما عداه من اصحاب رسول الله اللذين قاموا بالاؐ مر و يدّ عون فى كثير من الاؐ خبار الواردة فى هذا الباب التواتر ، بناء على ؐ شهرته فيما بينهم ، و كثرة دورانه على ؐ اؐ لسنتهم ، و جريانه فى اؐ نديتهم ، وموافقته لطباعهم ، ومقارعته لاؐ سماعهم.

ولا يتأملون كيف خفى على الكبار من الأنصار والمهاجرين ، والثقات من الرواة و المحدثين ، ولم يحتجّ البعض على البعض ، ولم يبرموا على الابرام والنقض.

ولم يظهر الّا بعد انقضاء دور الامامة و طول العهد بأمر الرسالة ، وظهور التعصبات الباردة ، والتعسافات الفاسدة ، و افضاء أمر الدين الى علماء السوء ، والملک الى أمراء الجور ، ومن العجائب أنّ بعض المتأخرين من المتشغبين ، الذين لم يرو أحدا من المحدثين ولا رووا حديثا فى أمر الدين ، ملؤوا كتبهم من امثال هذا الأخبار والمطاعن فى الصحابة الأخيار ، وان شئت فانظر فى كتاب التجريد

المنسوب الی الحکیم نصیر الدین الطوسی ، کیف نصر الاہٗ باطیل وقرّر الاہٗ کاذیب .[1]

"شیعہ حضرات، علیؑ کي امامت کو ثابت کرنے کیلئے اور روایات مختلف جہات سے پیش کرتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کے بعد جن افراد نے امت کي باگ ڈور ہاتھوں میں لي ہے ان پر لعن و طعن کرتے ہیں اور ان کے بہت زیادہ عیوب اور نقائص کو بیان کرتے ہیں. اس سلسلہ میں ان کي احادیث تواتر سے بھي تجاوز کر گئي ہیں چونکہ یہ احادیث ان کے درمیان مشہور ہو گئي ہیں اور تمام ادوار میں یہ روایات زبان زد عام و خاص تھیں اور ان کي طبیعت میں راسخ ہو گئي ہیں

[1] شرح المقاصد ۲۸۷/۲

اور وہ ہمیشہ یہ عیوب اور اشکالات سنتے آ رہے ہیں لیکن انہوں نے ہرگز یہ فکر نہیں کي کہ کس طرح یہ عیوب مہاجرین اور انصار کے بزرگان اور قابل اطمینان رواۃ سے پوشیدہ رہے ہوں اور انہوں نے ایک دوسرے پر ان عیوب کے ذریعہ دلیل پیش نہیں کي ہے اور اس چیز کو بیان نہیں کیا ہے کہ جو روایات کے صحیح اور غیر صحیح ہونے کي دلالت کو بیان کرے.

یہ لعن و طعن اور عیب جوئي اس وقت شروع ہوئي جب خلفاء کي امامت و خلافت کا دور گزر گیا اور سختیاں اور باطل کي بے راہرویاں آشکار ہوئیں.دین کے امور بدکردار علماء کے ہاتھوں میں آگئے اور ستم گر بادشاہوں کي حکومت کا آغاز ہوا.

یہ بات قابل غور ہے کہ شیعوں کے محققین میں سے ایک (جو اہل فتنہ و آشوب ہے اور جس نے کسي بھي راوي کو نہیں دیکھا اور نہ کسي روایت کو نقل کیا ہے) نے اپني کتاب میں رسول اکرم کے نیک اور پاک سیرت اصحاب کي لعن وطعن پر مشتمل روایات کو ذکر کیا ہے.اب اگر آپ چاہتے ہیں تو شیخ نصیر الدین طوسي کي تالیف "التجرید"کي طرف رجوع کر سکتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے باطل نظریات کي حمایت کي ہے اور جھوٹے مطالب کو نقل کیا ہے.......[۱]

---

[۱] شرح المقاصد ۲۸۷/۲

تفتازاني کے نظریہ کا ردّ

ہم تفتازاني کے جواب میں یہ کہیں گے کہ ہم آپکے شکر گزار ہیں کہ آپ نے خواجہ نصیر الدین طوسي کي شان میں اسي حد تک بے ادبي کرنے پر اکتفا کیا ہے چونکہ ابن تیمیہ نے تو اس شیعہ محقق جس نے اپني کتاب "التجرید" میں اہلسنت کي کتب سے امیر المؤمنین علی ؑ کي امامت کو ثابت کیا ہے کي جانب گناہ کبیرہ کي نسبت دي ہے جو قابل بیان نہیں۔[1]

[1] واضح رہے کہ ہم نے اس سلسلہ میں "افترائات ابن تیمیہ" کے عنوان سے ایک تحقیق انجام دی ہے۔

خاتمہ سخن

اصل موضوع یہ ہے کہ ہم نے (اپني بعض اعتقادي تحقیقات میں) امیر المؤمنین علی ؑ کي امامت پر اہل سنت کي کتب سے دلائل پیش کئے ہیں اور ان کي کتابوں سے ان کو صحیح ثابت کیا ہے. ہم نے تمام دلائل کو کمال ادب اور متانت سے بیان کیا ہے اور کسي بھي اہل سنت کے محقق کي بے ادبي کي ہے اور نہ ہي اس کي شان میں کوئي جسارت کي ہے. ہم نے امیر المؤمنین علی ؑ کي امامت کو رسول خدا ﷺ کي معتبر احادیث سے ان کے معصوم اور تمام صحابہ پر برتر ہونے کي روشني میں ثابت کیا ہے.

ہم نے ان تمام دلائل کو اہلسنت کي معروف کتب سے اور ان کے محققین کے نظریات کے مطابق بیان کیا ہے اور اس

سلسلہ میں دامن انصاف کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور نہ ہي کسي کي بے ادبي کي ہے.

کتاب حاضر میں اہلسنت کي طرف سے ابوبکر کي امامت پر قائم کردہ ادلّہ کي تحقیق کي ہے ، جس میں انہوں نے کہا ہے :

ابوبکر کي خلافت اور امامت پر اس کے علاوہ کوئي اور دلیل نہیں ہے اور اجماع و اتفاق کا بھي مجبوري کے عالم میں اعتراف کیا ہے کہ وہ بھي کما حقہ واقع نہیں ہوا ہے.

ان کي ابوبکر کي امامت پر اہم ترین دلیل (کہ وہ تمام اصحاب سے برتر تھے)کي بھي تحقیق کي ہے اور خود اہلسنت کے ماخذ سے اس کے ناقص ہونے کو بیان کیا ہے.

اس میں ہمارا کیا قصور ہے کہ ابوبکر کي خلافت پر کوئي بھي دلیل قائم نہیں ہے اور اس کے برعکس اہلسنت کي کتابوں میں علیؑ کي خلافت و امامت پر مکمل دلائل موجود ہیں؟

اہلسنت حقیقت سے بحث کیوں نہیں کرتے؟

کیا حقیقت و واقعیت تلخ ہوتي ہے؟

بے ادبي کا سہارا کیوں لیتے ہیں؟

علماء اہل تشیع کو طعن و تشنیع کا نشانہ کیوں بناتے ہیں؟

کیا صدر اسلام سے لیکر اب تک شیعہ علماء کي توہین اور گالي گلوچ، قتل اور ان کو زندانوں میں ڈالنا کافي نہیں ہے؟

کب تک یہ سلوک روا رکھیں گے؟

ایسا سلوک کیوں روا رکھا جاتا ہے؟

ہم تو حقیقت سے بحث کرتے ہیں تاکہ جان لیں کہ رسول خدا کے بعد کس کي اقتدا کریں اورتاکہ اسے اعتقادات ،علمي مشکلات، احکام اور دستورات میں اپنے اور خداکے درمیان واسطہ قرار دیں.ہم چاہتے ہیں کہ اپنے لئے حقیقت کو واضح کریں تاکہ اپنے پروردگار کو یہ کہ سکیں:

پروردگارا ! ہم نے تو دلائل کي چھان بین کي تھي اور حقیقت کو پانے کي کوشش کي تھي اورہم اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ رسول خدا کے بعد پیشوا اور امام یہي ہیں اورہم چاہتے ہیں کہ اسي معصوم ہستي کے ذریعہ تیرا قرب اور تجھ سے رابطہ برقرار کریں.

ہماري خدا وند عالم کے حضور یہ دعا ہے کہ ہماري اس تحقیق کو ہمارے عذر کے طور پر قبول کرے.

لہذا اس تحقیق میں جو تنقیدي جائزہ پیش کیا گیا ہے وہ دوستي اور دشمني کي بنیاد پر نہیں تھي اور اس میں ہماري کوئي غرض بھي شامل حال نہیں تھي اور نہ ہي ہم نے کسي کي بے ادبي کي ہے اور نہ ہي کسي کو برا بھلا کہا ہے.

لیکن کب تک یہ تلخ حقیقت جاري رہے گي ؟

کب تک حق کو قبول اور اس کي پیروي نہیں کریں گے ؟

کیوں ہمارے حق میں گستاخي کي جاتي ہے ؟

کیا یہ کام گھٹیا اور پست اور نادان افراد کے علاوہ کوئي اور کر سکتا ہے ؟

ہم خدا وند عالم کي بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اپني خوشنودي حاصل کرنے کي توفیق عطا فرمائے اور

حقیقت کو درک کرنے کي ہدایت کرے تاکہ اس پر عمل پیرا ہوسکیں.

خدا وند سے التجا کرتے ہیں کہ روز محشر جب پیغمبر اکرم کے روبرو ہوں تو ان کے حضور ہم سرفراز او ر سرخرو ہوں

محمد مصطفي اور آپکي اہلبیت پر درود و سلام ہو.

منابع و مآخذ

۱.قرآن کریم

"الف"

۲.الاستيعاب: ابن عبد البرّ، دار الكتب علميه، بيروت ،لبنان، طبع اول، ۱۴۱۵ھ

۳.أسني المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: ابن درويش حوت، مكتب التجارية الكبري، مصر، طبع اول، ۱۳۵۵ ھ

"ت"

۴. تاريخ بغداد: خطيب بغدادي ، دار الكتب علميه، بيروت، ۱۴۱۷ھ

۵.تاریخ الخلفاء : جلال الدین سیوطي ، منشورات شریف رضي ، قم ، ایران ، طبع اول ، ۱۴۱۱ھ
۶.تاریخ مدینۃ دمشق : ابن عساکر ، دار الفکر ، بیروت ، ۱۴۱۵ھ
۷.تلخیص المستدرک : ذهبي ، دار المعرفہ ، بیروت ، لبنان
۸. تهذیب التهذیب : ابن حجر عسقلاني ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان ، طبع اول ، ۱۴۰۱ھ
۹.تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ: ابن عرّاق کناني ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان ، طبع اول ، ۱۴۰۱ھ

"س"

۱۰.سنن ترمذي : ترمذي ، دار الفكر ، بيروت ، طبع دوم ، ۱۴۰۳ھ

۱۱.سيره ابن هشام : دار احياء التراث العربي ، بيروت لبنان ، طبع اول ، ۱۴۱۵ھ

"ش"

۱۲.شرح المقاصد : تفتازاني ، منشورات شريف رضي ، قم ، ايران ، طبع اول ، ۱۴۰۹ھ و دار المعارف نعمانيہ ، پاكستان ، طبع اول ، ۱۴۰۱ھ

۱۳.شرح المنہاج : (خطي نسخہ) عبري فرقاني.

۱۴. شرح المواقف : سيد شريف الجرجاني و يليہ حاشية السيالكوتي والحلبي ، منشورات شريف رضي ، قم ، ايران ، طبع اول ، ۱۴۱۲ھ

"ص"

۱۵. صحیح بخاري : بخاري ، دار الفکر ، بیروت ، ۱٤۰۱ھ
۱٦. صحیح مسلم : مسلم نیشاپوري ، دار الفکر ، بیروت

"ض"

۱۷. الضعفاء الکبیر : عقیلي ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان

"ط"

۱۸. الطبقات الکبریٰ : ابن سعد ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان ، طبع دوم ، ۱٤۱۸ھ

"ف"

۱۹. فتح الباري : ابن حجر ، دار الکتب علمیہ ، بیروت ، لبنان ، طبع اول ، ۱٤۱۰ھ

٢٠. الفصل في الأ هواء و الملل والنحل : ابن حزم اندلسي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان ، طبع اول ، ١٤١٦ه
٢١. فيض القدير : مناوي ، دار الكتب علميه ، بيروت ، لبنان ، طبع اول ، ١٤١٥ه

"ک"

٢٢. الكامل : عبدالله عدي ، دار الفكر ، بيروت ، طبع سوم ، ١٤٠٩ه
٢٣. كنز العمّال : متقي هندي ، دار الرساله ، بيروت ، ١٤٠٩ه

"ل"

٢٤. اللالي المصنوعة في الأ حاديث الموضوعة : جلال الدين سيوطي ، دار الكيتب علميه ، بيروت ، لبنان ، طبع اول ، ١٤١٧ه

۲۵. لسان المیزان : ابن حجر عسقلاني ، مؤسسہ أعلمي بیروت، لبنان، طبع دوم، ۱۳۹۰ھ

"م"

۲۶. مجمع الزوائد و منبع الفوائد : هیثمي ، دارلفکر ، بیروت، لبنان، ۱٤۱۲ھ

۲۷. المستدرک : حاکم نیشا پوري ، دار الکتب علمیہ ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱٤۱۱ھ

۲۸. مسند احمد بن حنبل : احمد بن حنبل ، دار احیاء التراث العربي و دار صادر، بیروت، لبنان، طبع سوم، ۱٤۱۵ھ

۲۹. المصنّف : ابن ابي شیبہ کوفي ، دار الفکر، بیروت ، طبع اول، ۱٤۰۹ھ

۳۰. منهاج السنة النبويه : ابن تیمیه ، مکتب ابن تیمیه ، قاهره ، مصر، طبع دوم، ۱٤۰۹ﻫ

۳۱. میزان الاعتدال : ذهبي ، دار الکتب علمیه ، بیروت ، لبنان، طبع اول، ۱٤۱٦ﻫ

۳۲ . الموضوعات : ابن الجوزي ، دار الکتب علمیه ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱٤۱٥ﻫف